ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

مارچ 2015ء

انسانیت سے محبت اور عدمِ تشدد سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں

(عالمی میلاد کانفرنس 2015ء کے موقع پر
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب)

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

انسانیت کا لباس شرم وحیا

راولپنڈی: کرسچن سٹڈی سنٹر اور کرسچن ٹریننگ سنٹر میں دوروزہ Peaceful Co-existence سیمینار میں مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید اور محترم سہیل رضا کی زیر قیادت وفد کی خصوصی شرکت

نظریہ پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ ورکشاپ کی تصویری جھلکیاں

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

جلد: 22 شمارہ: 3 جمادی الاوّل ۱۴۳۶ھ / مارچ 2015ء

زیرِ سرپرستی

بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر

قرۃ العین فاطمہ

فہرس

اداریہ		6
انسانیت سے محبت اور عدمِ تشدد	ڈاکٹر محمد طاہر القادری	8
خواتین کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	17
کہتی ہے خلق خدا تجھے کیا کیا؟	ڈاکٹر ابوالحسن الازہری	20
ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تفسیری تفردات	علامہ محمد حسین آزاد	29
انسانیت کا لباس۔۔ شرم وحیاء	ڈاکٹر ساجد خاکوانی	36
افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر	فریال احمد	40
خلیفہ ہارون الرشید	نازیہ عبدالستار	42
وظائف محمدیہ		47
گلدستہ	ملکہ صبا	48
پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں		50

مجلس مشاورت

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی

خرم نواز گنڈاپور

ڈاکٹر رحیق احمد عباسی

شیخ زاہد فیاض

جی ایم ملک

منظور حسین قادری

سرفراز احمد خان

غلام مرتضیٰ علوی

قاضی فیض الاسلام

راضیہ نوید

ایڈیٹوریل بورڈ

رافعہ علی

عائشہ شبیر

سعدیہ نصراللہ

فرح فاطمہ

مینجنگ ایڈیٹر

صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز

نازیہ عبدالستار

ملکہ صبا

ناشر

علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر

محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر

عبدالسلام

فوٹوگرافی

محمود الاسلام قاضی

کتابت

محمد اکرم قادری

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/25 روپے

سالانہ خریداری -/250 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

فرمان الٰہی

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ
عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ
وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ
فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○ وَلِكُلٍّ
جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ
وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ○

(النساء، ۴: ۳۲-۳۳)

’’اور تم اس چیز کی تمنا نہ کیا کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو، بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اور ہم نے سب کے لیے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے چھوڑے ہوئے مال میں حقدار (یعنی وارث) مقرر کر دیے ہیں، اور جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے سو اُنہیں ان کا حصہ دے دو، بے شک اللہ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والا ہے‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَأَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الثَّلَاثَةِ.

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور امید رکھے گا جو کچھ بھی تو کرتا رہے میں تجھے بخشتا رہوں گا اور مجھے کوئی پروا نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ جائیں پھر بھی تو بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر کے برابر گناہ بھی لے کر میرے پاس آئے پھر مجھے اس حالت میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو یقیناً میں زمین بھر کے برابر تجھے بخشش عطا کروں گا۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۳۳۶)

حمد باری تعالیٰ

یاالٰہی! قادر و قیوم تیری ذات ہے
حاجتیں برلا مری، تو قاضی الحاجات ہے
مشکلوں کا حل مجھے دشوار ہے
تو کرم کردے تو بیڑا پار ہے
مال و زر درکار ہیں یارب! نہ حشمت چاہیئے
جو محمدؐ کو عطا کی تھی وہ دولت چاہیئے
صبرو استغناء کی دولت دے مجھے
مصطفیٰؐ والی قناعت دے مجھے
زندگی کا مرتے دم، اللہ! نیک انجام ہو
لب پہ تیرا ذکر ہو، تیرے نبیؐ کا نام ہو
خاتمہ ہو دین پر ایمان پر
جان دو اسلام پر، قرآن پر
داغِ عصیاں کی ندامت کھائے جاتی ہے مجھے
دیکھ کر اعمال اپنے شرم آتی ہے مجھے
سامنے تیرے میں آؤں کس طرح
روسیاہ ہوں نہ منہ دکھاؤں کس طرح
شرم سے گردن جھکی ہے اس لئے سرکار میں
خالی ہاتھ لے کر آیا ہوں ترے دربار میں
زہد رکھتا ہوں نہ تقویٰ پاس ہے
ہے تو اِک تیرے کرم کی آس ہے

(احمد سہارنپوری)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تابشِ حسنِ یقیں ہے نقشِ نعلینِ حضور
بینشِ چشمِ زمیں ہے نقشِ نعلینِ حضور
شان و عظمت کا علم ہے نقشِ نعلینِ حضور
محورِ لوح و قلم ہے نقشِ نعلینِ حضور
آبروئے آب و گِل ہے نقشِ نعلینِ حضور
طرۂ دستارِ دل ہے نقشِ نعلینِ حضور
نورِ حکمت کی جھلک ہے نقشِ نعلینِ حضور
ہجر سے قربت تلک ہے نقشِ نعلینِ حضور
نازشِ موجِ اثر ہے نقشِ نعلینِ حضور
سچ کی دستک میں نہاں ہے نقشِ نعلینِ حضور
حق کے مسلک کا نشاں ہے نقشِ نعلینِ حضور
صدق و سچ کا ہم زباں ہے نقشِ نعلینِ حضور
سچ کے ہر نکتے کی جاں ہے نقشِ نعلینِ حضور
قلزمِ تاب و تواں ہے نقشِ نعلینِ حضور
محرمِ اسرارِ جاں ہے نقشِ نعلینِ حضور
حسنِ گل ہائے یقیں ہے نقشِ نعلینِ حضور
نزہتِ اجزائے دیں ہے نقشِ نعلینِ حضور
چشمِ مہکارِ ہمم ہے نقشِ نعلینِ حضور
قاطعِ تیغِ ستم ہے نقشِ نعلینِ حضور
ارفع ارفع ارجمند ہے نقشِ نعلینِ حضور
قلبِ انجم کو پسند ہے نقشِ نعلینِ حضور

(ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم)

پاکستان، سیاستدان اورعوام

پاکستان جس کا مطلب ہے پاک سرزمین جس میں اسلام کا بول بالا ہو، اسلامی قوانین کی بالادستی ہو، اس خطہ ارضی کو حاصل کرنے کا مقصد پسی ہوئی مخلوق خدا کو غیر کے شکنجہ سے نجات دلانا، اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح اپنی فہم وفراست سے مسلمانوں کو الگ وطن دینے میں کامیاب ہوگئے مگر بدقسمتی سے ملک پاکستان سرمایہ دارانہ، بددیانت اور کرپٹ لوگوں کی نذر ہوگیا تو کبھی آمروں کی بھینٹ چڑھ گیا۔ جنہوں نے اپنی تو تجوریاں بھرلیں مگر اس مقصد کونظر انداز کردیا۔ سیاستدان جو پیدا بھی امیر ہوتا ہے اس کو غریب کی محرومیوں کا اندازہ نہیں ہوتا۔ بھلا وہ غریب کو حقوق کیوں دے گا؟ اس میں اس کو کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ وہ تو اپنے ماتحتوں کا وہ حال کرتے ہیں جو بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کا کرتی ہے۔ دنیا اس کے منہ کو لگ گئی ہے۔ اس کے نشے میں دھت ہوگیا ہے کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا جبکہ سلف کے خلفاء ایسی زندگی سے پناہ مانگتے ہیں۔

خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے   کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے

آج کا سیاستدان میدان کارزار میں آتا ہے۔ اپنی سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اپنے مسحور کن نعروں سے عوام کو بیوقوف بناتا ہے۔ دگنا منافع کماتا ہے اور رخصت ہوجاتا ہے۔ غریب کا خیال ان کی فلاح و بہبود ان کا مطمح نظر نہیں ہوتا بلکہ تعیّشانہ زندگی کو مزید فروغ دینا ان کا ہدف ٹھہرتا ہے۔ ان کا حال صرف اور صرف ھل من مزید جیسا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے۔ انسان کو اگر ایک سونے کی وادی مل جائے تو وہ دوسری وادی کی خواہش کرے گا۔ اگر دوسری مل جائے تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا۔ اسی طرح مزید تو اس کا منہ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرسکی۔ موجودہ سیاستدان ملک پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کررہا ہے۔

ان کی نظر میں حکومت ایک تجارت ہے جتنی بڑی انوسٹمنٹ ہوگی اتنا ہی زیادہ منافع ملے گا۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانا، دوسروں کے دکھ درد کا خیال رکھنا، ان کے ایجنڈے میں نہیں ہے۔ ان کو دوسروں کے درد کا احساس تب ہو جب ان کو تکلیف ہو۔ لہذا دوائی تو وہی شخص لیتا ہے جس کو تکلیف ہو۔ سیاستدانوں کو ایسی کوئی تکلیف نہیں۔ ان کے پاس تو محلات، گاڑیاں اورنوکر ہیں۔ وہ چاہتے ہی یہی ہیں کہ غریب کے بچے میں شعور بیدار ہی نہ ہو اور نہ ہی وہ اپنے حقوق کی بازیابی کی بات کرے۔ پس ایسی سیاست جس میں غریبوں کی بہتری کے لئے

کوئی سامان نہ ہو اس کو ختم ہونا چاہئے۔ پاکستان میں موجود فرسودہ نظام کو دریا برد ہونا چاہئے۔ جس میں غریبوں کا استحصال ہورہا ہے۔ یہ دقیانوسی نظام تب ہی اپنی بساط لپیٹے گا جب ملک پاکستان کی عوام بیدار ہوگی۔ وہ اپنے حقوق کی جنگ لڑے گی اور متحد ہوکر سڑکوں پر نکل آئے گی اور آواز اٹھائے گی کہ ہم ایسے نظام اور سیاستدانوں کو نہیں مانتے جو ملک وقوم کی بہتری کے لئے کوئی اقدام نہ اٹھائے۔ عوام میں بیداری آئے گی تو وہ اپنے حقوق سے آشنا ہوگی۔ اس قوم کو غیور قوم بننا ہوگا۔ اپنے حقوق کو آگے بڑھ کر چھیننا ہوگا۔ اللہ بھی اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا۔ جب تک وہ خود اپنے حقوق کے لئے آوازِ حق بلند نہیں کرتے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی　　　نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ایسے لیڈر کو پہچاننا ہوگا جو مسیحائے جمہوریت ہو، عوام کی بھلائی و بہتری کی بات کرے۔ جو اللہ رب العزت سے ڈرنے والا ہو اور جو نہ صرف غریبوں کے حقوق لوٹا دے بلکہ غریب اور امیر کی تقسیم کو مٹا دے۔ اس نظام کو رائج کرے اور ان اصولوں کا پرچار کرے جو چودہ سو سال قبل سرکار مدینہ ﷺ نے پوری انسانیت کو دیئے تھے۔ تب ہی یہ ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوسکتا ہے اور اسلام کا مضبوط قلع بن سکتا ہے۔

اس نظام زر کو اب برباد ہونا چاہئے　　　خوشبوؤں کا اک نگر آباد ہونا چاہئے

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اس کرپٹ نظام کو للکارا ہے اور ملک میں انقلاب اور حقیقی تبدیلی کا نعرہ بلند کیا ہے۔ اسلام آباد کے انقلابی دھرنے کا اور کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو مگر یہ ضرور ہوا ہے کہ انقلاب اور تبدیلی کی سوچ ہر گھر میں پہنچ چکی ہے۔ جعلی جمہوریت اور غیر منصفانہ اور ظالمانہ نظام بے نقاب ہوچکا ہے۔ عوام میں حکمرانوں سے اور اس بوسیدہ، فرسودہ اور کرپٹ نظام سیاست اور نام نہاد جمہوریت سے نفرت کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ یہی انقلابی دھرنے کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا شعور اور ویژن اپنا اثر دکھا چکا ہے۔ دوران دھرنا جتنا TV چینلز کو دیکھا گیا اور صبح و شام قائد انقلاب نے عوام کے دلوں پر انقلاب کی دستک دی جس سے پاکستان کے کروڑوں گھرانوں میں ان کی انقلابی سوچ اور فکر اور عوامی تحریک کا منشور براہ راست پہنچا اتنا پاکستان کی تاریخ میں کسی انقلابی شخصیت کا نہیں پہنچا۔ اس سے جہاں وہ خود شہرت کی بلندیوں کو پہنچے وہاں انہوں نے حکمرانوں کے سیاہ کارناموں کو طشت از بام کیا۔ یہی ان کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ آئندہ الیکشن میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا پاکستان کی پسی ہوئی عوام پر کیا ہوا یہ جادو سر چڑھ کر بولے گا اور اگر صاف و شفاف الیکشن ہوتے ہیں تو منافقانہ سیاست کا بوریا بستر ہمیشہ کے لئے لپیٹا جائے گا۔

انسانیت سے محبت اور عدم تشدد

عالمی میلاد کانفرنس (مینار پاکستان لاہور) میں
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب وتدوین: محمد حسین آزاد // معاونت: ملکہ صبا

3 جنوری 2015ء کو مینار پاکستان کے گراؤنڈ میں 31 ویں عالمی میلاد کانفرنس کے عظیم الشان اجتماع سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے خصوصی خطاب فرمایا۔ جس کی اہمیت کے پیش نظر ایڈٹ کر کے قارئین کی نظر کیا جا رہا ہے۔ جو قارئین مکمل خطاب سماعت کرنا چاہتے ہیں وہ CD#2160 کو سن سکتے ہیں۔ (منجانب: ادارہ دختران اسلام)

آج کی شب میلاد النبی ﷺ کی گفتگو کا موضوع ''حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت کے کچھ اہم تقاضے ہیں جن میں ایک تقاضا ''انسانیت سے محبت اور عدم تشدد'' ہے جو آج بیان کر رہا ہوں۔ اس موضوع کی اہمیت نہ صرف پاکستان کے لئے بلکہ اقوام عالم کے لئے یکساں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. ''اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔ (الانبیاء: ۱۰۷)

حضور ﷺ کو اس آیت کریمہ میں تمام کائنات کے لئے سراپا رحمت قرار دیا گیا یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ پر جو پتھر برسانے والی قوم ہے (مشرکین و کفار) اس کے لئے بددعا کریں۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں بددعا کرنے والا بن کر مبعوث نہیں ہوا بلکہ میں تو سراپا رحمت بن کر مبعوث ہوا ہوں''۔

اسی طرح دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

انما بعثت رحمة ولم ابعث عذابا.

''میں سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور کسی کے لئے عذاب یا اذیت بنا کر نہیں بھیجا گیا''۔

یہاں سے دو تصورات واضح ہوتے ہیں جن کو میں نے اپنے موضوع کے طور پر بیان کیا ہے۔ ایک یہ کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت طیبہ اور تعلیمات کا نچوڑ ''انسانیت سے محبت کرنا ہے'' اور دوسرا زندگی کو عدم تشدد کی راہ پر گزارنا ہے۔ یہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت طیبہ ہے۔ پھر حضور ﷺ نے یہی کلمات مختلف مواقع پر فرمائے ہیں جنہیں حضرت سلمان فارسیؓ نے سنن ابی داؤد میں بیان فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت ابو امامہؓ نے بھی روایت کیا ہے جن کے کلمات ہیں: **انما بعثنی رحمة للعالمین.**

''مجھے تو صرف اور صرف تمام دنیاؤں کے لئے اور تمام طبقات خلق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔

یعنی میں ساری مخلوقات کے لئے سراپا امن اور محبت ہوں۔

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ بیان کرتے ہیں:

ان الله بعثنی رحمة للعالمین وهدی للعالمین.

''بے شک اللہ رب العزت نے مجھے (بلا تفریق رنگ و نسل، مذہب، طبقہ، امراء و غرباء) سب کے لئے محض رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے''۔

آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات، آپ کا جسم اطہر، آپ کی روح مبارک، آپ کا وجود مسعود خود پوری کائنات اور انسانیت کے لئے محبت، شفقت، ہدایت اور امن ہے۔ جس میں تشدد، جبر، زیادتی، ظلم اور اذیت کا کوئی گزر نہیں ہے اور یہی اسلام کی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔

حضرت عطاء بن یسارؓ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ملا اور میں نے پوچھا کہ حضور ﷺ کی شان میں جو کچھ قرآن میں اترا ہے وہ بھی ہم سنتے اور پڑھتے ہیں اور آقا علیہ الصلوۃ والسلام وقتاً فوقتاً خود جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں۔ اپنی ذات اقدس، صفات عالیہ اور اپنے احوال و شان کے بارے میں وہ بھی ہم سنتے رہتے ہیں۔ آپؓ، حضور ﷺ کی ان صفات کا ذکر کریں جس کا بیان پہلی کتابوں میں آیا ہے جو پہلے انبیاء و رسل پر اتری ہیں۔ خاص طور پر تورات میں جو موسیٰ علیہ السلام پر اتری تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے پھر تورات میں جو آقا علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر آیا اور آپ کی شان اور سیرت طیبہ جو اس میں تحریر تھی اس کے کئی پہلو بیان کئے۔ انہیں میں سے میں آج ایک جز بیان کر رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ شان آپ کی آمد سے صدیوں پہلے تورات میں نازل ہوئی وہ یہ تھی:

''پیغمبر آخرالزماں ﷺ ترش رو نہیں ہوں گے یعنی چہرۂ اقدس پر سختی و ترشی نہ ہوگی اور نہ آپ کے

کلمات میں بھی کوئی ترشی و سختی ہوگی، نہ آپ سنگدل ہوں گے اور گلی کوچوں میں جا کر جب بات کریں گے تو شور مچانے والے نہیں ہوں گے، کوئی اگر ان سے زیادتی کرے گا تو اس کا بدلہ بھی برائی سے نہ دیں گے بلکہ اچھائی سے دیں گے۔ وہ معاف کرنے والے اور عفوودرگزر کرنے والے ہوں گے اور وہ انسانیت کے ہر فرد و طبقہ سے محبت کریں گے''۔

اس مضمون کو میں نے آج اسی لئے منتخب کیا ہے کیونکہ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی کا ملک پاکستان کو درپیش ہے اور ضرورت ہے کہ پوری قوم کو اس وقت یکجا اور یکجہت کیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ اسلام کیا ہے؟ سیرت مصطفیٰ ﷺ کیا ہے؟ میلاد مصطفیٰ ﷺ کا پیغام کیا ہے؟ اور آج کی رات کی تعلیم کیا ہے؟ وہ ''انسانیت سے محبت اور عدم تشدد'' ہے جو شخص بے گناہ انسانیت کا قتل کرتا ہے۔ بچوں، عورتوں، بوڑھوں، مریضوں، جوانوں اور ڈاکٹروں کا خون بہاتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسلام کی خدمت کررہا ہے، وہ اسلام کی خدمت نہیں کررہا وہ کفر کی خدمت کررہا ہے۔ وہ رسول پاک ﷺ کے دین سے بغاوت کررہا ہے۔ وہ دین اسلام اور انسانیت کا دشمن ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ دین کا یہ تصور واضح ہو کہ اسلام اور سیرت مصطفیٰ ﷺ میں تشدد کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس کے برعکس اسلام کی تعلیمات تو انسانیت سے محبت ہے۔

متفق علیہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے تو میدان جنگ میں صحابہ کرامؓ نے خبر دی یارسول اللہ ﷺ! کچھ عورتیں اور کچھ بچے بھی قتل ہوگئے ہیں جو کہ کافر تھے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: خبردار! میدان جنگ میں بھی کافروں کے عورتوں اور بچوں کو قتل نہیں کرسکتے''۔

جبکہ آج پاکستان کی صورت حال یہ ہے کہ سکولوں کے اندر پڑھتے ہوئے اپنی قوم کے بچوں کو قتل کردیں اور سمجھیں کہ یہ جہاد ہے۔ اسی طرح شہریوں کو قتل کرکے سمجھیں جہاد ہے۔ یہ ہرگز جہاد نہیں ہے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو انسانیت سے اس قدر محبت ہے کہ میدان جنگ میں بھی کافروں کی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ پھر اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی انسانیت سے محبت کا عمل دیکھنے والا ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

''دیکھو جب تم نماز پڑھاؤ (امامت کراؤ خاص طور پر عشاء کی نماز) تو چھوٹی سورتیں پڑھا کرو اس لئے کہ تمہارے پیچھے دن بھر کے تھکے ہوئے بوڑھے لوگ بھی کھڑے ہوں گے، ضعیف و کمزور بھی ہوں گے، بیمار بھی ہوں گے، پچھلی صفوں پر عورتیں اور بچے بھی ہوں گے۔ وہ تھک جائیں گے لہذا (آقا علیہ الصلوۃ والسلام

فرماتے ہیں کہ) اللہ کی نماز میں قرآن مجید کی قرات کو مختصر کرلو تا کہ کمزور، بوڑھوں، بچوں، عورتوں کو نماز کی حالت میں بھی تکلیف نہ پہنچے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام اپنا عمل بیان کرتے ہیں:

''میں خود نماز شروع کرتا ہوں (جماعت کراتا ہوں) اور تم (صحابہؓ) میرے پیچھے کھڑے ہوتے ہو اور میری خواہش ہوتی ہے کہ لمبی قرات کروں مگر عین اس وقت مجھے پیچھے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے اور جب بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں اپنی خواہش کو روک کر قرآن مجید کی قرات کو مختصر کر دیتا ہوں اس خیال سے کہ اگر میں نے لمبی قرات جاری رکھی اور بچہ روتا رہا تو اس کی ماں کو تکلیف ہوگی جو پیچھے صف میں باجماعت کھڑی ہے''۔

یہ وہی بچے ہیں جنہیں ہم بے دریغ قتل کرتے ہیں، یہ وہی عورتیں ہیں جنہیں قتل کیا جاتا ہے۔ اس دہشت گردی کے معاشرے میں اس وقت پوری قوم پر امتحان کا وقت ہے۔ سیاسی جماعتیں، پارلیمنٹ اور خاص طور پر افواج پاکستان پر امتحان کا وقت ہے۔ لہذا حکمران اور خاص طور پر آرمی فیصلہ کرے جن میں جنرل راحیل شریف اور انکی پوری ٹیم اور تمام جنرل اور فوجی جوان شامل ہیں کہ وہ اس ملک کو پرامن اور عدم تشدد کا معاشرہ بنانا چاہتے ہیں یا اس ملک کو ہمیشہ کے لئے دہشت گرد معاشرہ بنانا چاہتے ہیں۔ وہ امن وسکون چاہتے ہیں یا پھر دہشت گردی اور قتل و غارت گری چاہتے ہیں، وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں یا رسول پاک ﷺ کی تعلیمات سے بغاوت کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں کسی کے قدم ڈگمگا نہ جائیں خواہ فوجی ہوں یا غیر فوجی، سیاست میں ہوں یا پھر پارلیمنٹ میں ہوں یا مذہبی جماعت میں ہوں۔ یہ فیصلے کا وقت ہے۔ اگر اب بھی لچک دکھادی گئی اور دہشت گردی کو اس ملک میں برقرار رکھا گیا اور دہشت گردوں کے بچاؤ کے راستے نکال لئے گئے تو اس ملک کا خدا حافظ ہے۔

پھر سوال ہوا کہ 1947ء میں یہ ملک کیوں بنایا گیا تھا؟ دہشت گردوں کے لئے! انسانیت کے قتل کے لئے! اب تک جو قدم اٹھ رہے ہیں افواج پاکستان اس پر قائم و دائم سینہ سپر نظر آتی ہیں۔ میں ان کی حوصلہ مندی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، سیاسی جماعتیں خوشی سے یا نہ خوشی سے، مجبوری سے یا رضا مندی سے تعاون کررہی ہیں۔ مبارکباد انہیں بھی دیتا ہوں مگر دہشت گردی پر سیاست کا کھیل نہیں ہونا چاہئے ورنہ دنیا ہم پر لعنت بھیجے گی۔ اس لئے میں نے چاہا کہ آج کی رات پوری قوم کو حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کا پیغام پہنچاؤں کہ ہم اس

رسول کے امتی ہیں جو بچوں اور عورتوں کی تکلیف کے پیش نظر اپنی نماز یعنی اللہ کی عبادت کو مختصر کر لیتے تھے کہ ان کو اتنی تکلیف بھی نہ ہو کہ بچے نہ روئیں۔ ہم اس معاشرے میں (جہاں اللہ کا رسول ﷺ بچے کا رونا گوارہ نہیں کرتا اور اس کی وجہ سے اس کی ماں کا تڑپنا گوارہ نہیں کرتا) بچوں اور عورتوں کو سر عام قتل و غارت گری کا مرکز بنا رہے ہیں۔ سوچو سانحہ پشاور کے والدین کے دل پر کیا قیامت گزری ہوگی۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے 14 شہداء کے لواحقین کے دل پر کیا گزرا ہوگا۔ وہ بھی دہشت گردی تھی یہ بھی دہشت گردی ہے اور 50,000 پاکستان کے بے گناہ لوگوں کی جانیں جاچکی ہیں ان کے گھرانوں پر کیا بیتا ہوگا اور بیت رہا ہے۔ قوم منتظر ہے اس معاشرے کو دیکھنے کے لئے جس کے لئے پاکستان بنا تھا۔

اگر ہم دہشت گردی سے اپنے ملک کو پاک نہیں کر سکتے تو اس پاکستان کے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی جواز نہیں ہے پھر ہم منافق ہیں، ہم دھوکے باز ہیں۔ ہم دجل وفریب کر رہے ہیں اللہ اور اس کے رسول سے، دین اسلام، پاکستان اور انسانیت سے۔ مگر اس کے برعکس اگر ہم دہشت گردی سے ملک کو بچانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ہمیں دہشت گردی کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینکنا ہوگا اور ایسا معاشرہ دینا ہوگا جس میں انسانیت کا احترام ہو اور عدم تشدد ہو، اس کے لئے سخت عزم، سخت ارادہ اور سخت عمل کی ضرورت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے کسی اسلامی ملک کے اندر غیر مسلم کو قتل کر دیا۔ وہ شخص قتل کرنے والا (خواہ داڑھی رکھے، پگڑی باندھے، 5 وقت کی نماز پڑھے) کبھی بھی جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا اور آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اسے دوزخ کی آگ (جہنم) میں پھینکا جائے گا اور اس پر جنت کو حرام کر دیا گیا ہے''۔

یہ حدیث غیر مسلم شہری کو قتل کرنے پر ہے کیونکہ وہ گھر سویا ہوا تھا یا کام کاج کر رہا تھا، گرجا میں تھا یا معبد میں تھا، وہ آپ کے ساتھ لڑائی نہیں کر رہا۔ لہذا اس کی زندگی کی حفاظت اتنی ہی ضروری تھی جتنی کسی مسلمان شہری کی۔

اب میں ان جوانوں کو بتانا چاہتا ہوں جنہیں دھوکا دیا گیا ہے کہ تمہیں جنت ملے گی، تمہیں حوریں ملیں گی۔ کونسی حوریں وہ کہاں سے آئیں گی؟ کونسی جنت؟ حالانکہ جس کا نام قرآن و حدیث میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جنت رکھا ہے وہ تو بے گناہ شہریوں (چاہے غیر مسلم ہوں) کو قتل کرنے والے پر حرام ہے تمہیں کونسی جنت کا وعدہ دے رکھا ہے؟ ان لوگوں نے جنہوں نے تمہیں اس راہ پر ڈالا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے تو

اللہ رب العزت کی طرف سے اعلان کردیا ہے کہ بے گناہ انسانوں کے قتل کرنے والوں پر خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جنت تو حرام ہے اور حوریں بھی جنت میں رہتی ہیں بلکہ ایسے قاتلوں کے لئے دوزخ واجب ہے۔

وہ جوان جن کو غلط فہمی دی گئی اور گمراہ کیا گیا کاش میری باتیں ان تک کوئی پہنچائے، جو پھسل گئے اس راہ سے جھوٹی تعلیمات کے ذریعے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے تو یہاں تک فرمادیا کہ جنت کی خوشبو 40 میل کی مسافت تک آئے گی اور ایک حدیث میں ہے کہ 80 میل تک جنت کی خوشبو آئے گی اور قاتل وہ بھی سونگھنے کے قابل نہیں ہوگا یعنی اسے جنت کے 80 میلوں کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیا جائے گا۔ یہ تو ہوگئی زندہ انسانوں کی بات، اسلام تو مردہ انسانوں کی بھی تکریم کی تعلیم دیتا ہے۔ دین اسلام نہ صرف مسلم مردہ انسانوں کی بلکہ غیر مسلم مردہ انسانوں کی بھی تکریم کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ تعلیم پاکستان کے نصابات میں بھی شامل ہونی چاہیئے۔

میں موجودہ پارلیمنٹ، گورنمنٹ اور سیاسی جماعتوں سے مطالبہ کرتا ہوں اور آرمی چیف سے مطالبہ کرتا ہوں جو اب مسلسل اس پورے Process کا حصہ ہیں کہ نصابات میں تبدیلیاں کی جائیں۔ خواہ مدرسہ کا نصاب ہو یا سکول کا نصاب ہو، کالج کا ہو یا یونیورسٹی کا ہو کیونکہ کسی کے نصاب میں بھی امن نام کا کوئی باب قائم نہیں۔ اسی طرح جہاد کیا ہے؟ فساد کیا ہے؟ اس پر کوئی Chapter نہیں ہے۔ اسی طرح انسانیت سے محبت پر کوئی Chapter نہیں ہے۔ عدم تشدد اور برداشت پر کوئی تعلیم و تربیت نہیں ہے۔ غیر مسلموں کے حقوق پر بھی کوئی تربیت نہیں ہے، قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی مذمت پر بھی کوئی باب نہیں ہے۔ آج کل کی نسل کو کچھ اصلاح و تربیت کے لئے نہیں پڑھایا جاتا لہذا آپ لیڈروں سے کیا توقع کرتے ہیں جنہوں نے اس قوم کو کھیل تماشے اور دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ کیسا نظام تعلیم ہے؟ جس میں انسانیت ہی نہیں سکھائی جارہی۔

یہی وجہ ہے کہ یہ قوم اخلاق باختگی کا شکار ہورہی ہے۔ اب میں جو کچھ آپ کو بتارہا ہوں یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کیونکہ اگر کسی معاشرے میں اسلام کے خلاف بغاوت پیدا ہوتی ہے تو اس قوم کے بچوں کو پڑھایا جائے کہ اصل اسلام کیا ہے تاکہ ان کو کوئی گمراہ نہ کرسکے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی کتاب الجنائز میں یہ حدیث ہے:

''آپ ﷺ کے پاس سے جنازہ گزرا آپ جنازہ کو دیکھ کر (میت کی تکریم میں) کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! جس جنازہ کے لئے آپ کھڑے ہوئے ہیں یہ یہودی کا جنازہ

ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ انسان نہیں تھا؟ (یعنی میں نے انسانی جان کی تکریم کی ہے)

انسانی جان کی تکریم مرنے کے بعد بھی ہورہی ہے اور ہم زندہ انسانوں کی تکریم کا معاشرہ نہیں بناسکتے۔ وہ رسول اکرم ﷺ جو میدان جنگ میں عورتوں کو قتل کرنے سے منع کرتے ہیں اس رسول ﷺ کا نام لینے والے حکمران انہوں نے اپنی پولیس کے ذریعے ماڈل ٹاؤن میں اس قوم کی دو مائیں، دو بیٹیاں جو دروازے پر کھڑی تھیں کو سامنے سیدھی گولیاں مار کر شہید کردیا اور پیٹ میں جو بچہ تھا اس کو بھی شہید کردیا اور بوڑھوں کو سفید داڑھی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا گیا۔ یہ کس منہ سے آقا علیہ الصلوۃ والسلام سے شفاعت طلب کریں گے؟ جب حکمران ایسا کریں گے تو وہاں کے عوام کیا کریں گے؟

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک خاتون تھی اس نے بلی پال رکھی تھی۔ کسی وجہ سے اس بلی کو اس نے باندھ دیا اور اور اسے نہ کھلایا نہ پلایا اور نہ کھلا چھوڑا کہ خود جا کر کھاپی لے اور جان بچالے حتی کہ بلی اس اذیت سے مرگئی۔ لہذا صرف بلی کی جان لینے کی وجہ سے اس عورت کو دوزخ میں پھینک دیا گیا۔

آقا علیہ الصلوۃ والسلام آج کی رات رحمۃ للعالمین بن کر دنیا میں آئے اور انسانیت اور کائنات کے لئے کیا پیغام لے کر آئے؟ کیا دین لائے؟ کیا Message لائے؟ کیا اسوہ حسنہ لائے؟

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

ایک کتا ایک کنویں کے اردگرد گھوم رہا تھا۔ اسے سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ قریب تھا کہ پیاس سے مرجاتا۔ بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت نے (جو دوزخ کی حقدار تھی) دیکھا کہ کتا پیاسا ہے اور شاید مرجائے گا اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس سے کنویں کا پانی بھرلیا پھر وہ پانی کتے کو پلایا جس کی وجہ سے کتے کی جان بچ گئی۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: وہ بدکار عورت تھی صرف ایک کتے کی جان بچانے کی وجہ سے اللہ رب العزت نے اس کی بخشش کردی اور جنت مقدر کردی۔

بلی پر ظلم کیا تو دوزخ نصیب ہوئی، کتے کی جان بچائی تو جنت ملی، یہ ہے اسلام کا تصور رحمت، امن اور عدم تشدد۔ اسی طرح حضرت سعید بن جبیرؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے ساتھ تھا تو کچھ لڑکے مرغی کو باندھ کر نشانہ لگارہے تھے (تیراندازی یا پتھر بازی کررہے تھے) انہوں نے یہ منظر دیکھا تو انہیں دیکھ کر لڑکے منتشر ہوگئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے پوچھا کہ یہ لڑکے کیا کررہے تھے۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ مرغی کو باندھ کر تیر

اندازی کررہے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرمانے لگے کہ حضور ﷺ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے کہ ''جس نے جانور پر تیر اندازی کر کے اذیت دی اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہے''۔

اسی طرح ایک اور حدیث صحیح بخاری، ترمذی اور نسائی میں ہے:

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جانور ہو، پرندہ ہو، انسان ہو جس میں بھی روح ہے اس طرح پکڑ کر اس کو ہدف بنانا اور اس کو مارنا اس پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہے اور جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہو اس پر جنت حرام اور دوزخ واجب ہوجاتی ہے۔

اس سے اگلی حقیقت اور اصل بات یہ ہے اس قوم کو دین اسلام کی اصل شکل دکھانے والا کوئی نہیں ہے۔ اگر آج مدارس، سکولز، کالجز، یونیورسٹیز حتی کہ پارلیمنٹ اور سیاسی جماعتوں میں بھی دہشت گردی کو ختم کرنے کی سوچ ہوتی تو کب کی قانون سازی ہوچکی ہوتی اور پاکستان کا قانون کبھی بھی دہشت گردوں کو تحفظ نہ دیتا جس کے باعث فوجی عدالتیں بنانے کی ضرورت نہ رہتی لہذا فوجی عدالتوں نے ثابت کردیا ہے کہ یہ نظام فیل ہوچکا ہے۔ اگر پاکستانی عوام اس مردہ لاش کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو چلتے رہیں۔ اس نظام نے نہ Deliver کیا نہ کررہا ہے اور نہ کرے گا۔ یہ نظام طاقتوروں، غنڈوں اور دہشت گردوں کے لئے ہے۔ یہ نظام مزدوروں، کمزوروں، مجبوروں اور بے کسوں کے لئے نہیں ہے لہذا پاکستانی عوام کو اس نظام کو بدلنا ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ کسی سفر پر جارہے ہیں اور آقا علیہ الصلوۃ والسلام آگے ہیں تو دیکھا کہ ایک جگہ بہت ساری چیونٹیاں تھیں (ان کا مسکن تھا) تو کسی نے آگ لگادی تاکہ چیونٹیاں مرجائیں اور لوگوں کے گزرنے کے لئے راستہ صاف ہوجائے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا: ان چیونٹیوں کو کس نے آگ لگادی؟ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں نے لگائی ہے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''خبردار! اس آگ کو فوراً بجھادو کیونکہ ان کا خالق و مالک ان کا رب ہے اور رب کے علاوہ کسی کو بھی انہیں ایذا دینے کا حق نہیں ہے''۔

اسی طرح یہ بھی منع ہے کہ بم باندھ کر خودکش حملہ آور خود کو بھی آگ لگائے اور دوسروں کو بھی جلادے۔ یہ سب کچھ کفر ہے اور اسلام سے بغاوت ہے۔ لہذا پورے پاکستان کی مسجدوں سے دہشت گردی کے خلاف کتاب و سنت کی صدائیں بلند ہونا چاہئیں اور عدم تشدد کا پیغام عام ہونا چاہئے اور دہشت گردوں کی کھل کر مذمت ہونی چاہئے۔

صحیح مسلم کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک گدھا کھڑا تھا اس کے پاس سے حضور ﷺ گزرے اس کے مالک نے گدھے کے منہ کو آگ لگا کر داغا ہوا تھا۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام گدھے کو دیکھ کر کہا: اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جس نے گدھے کے منہ کو آگ لگا کر داغا ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ گدھے کے بھی جسم کے حصے کو داغ نہیں سکتے، اذیت نہیں دے سکتے، ٹارچر نہیں کر سکتے جبکہ آج یہاں پوری سوسائٹی ٹارچر میں ہے۔ جس کو چاہے ٹارچر کر سکتا ہے۔ اس کو چاہے انفرادی طور پر ماردے یا پھر اجتماعی طور پر مارے، عوام کو مار دے یا پھر سکول کے بچوں کو ماردے یا پھر عورتوں کو ماردے پولیس آ کر ماردے یا پھر دہشت گرد ماردے سارا معاشرہ اس وقت دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ ہمیں اس لعنت سے نجات پانی ہے وگرنہ اس ملک کے برقرار رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ خدا کا عذاب اترے گا۔

حدیث صحیح میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ دیکھا کہ ایک آدمی ایک بھیڑ کو ذبح کر رہا ہے (آقا علیہ الصلوۃ والسلام کھڑے ہوگئے) اور دیکھتے ہیں کہ اس نے پہلے بھیڑ کو گرا کر اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھا ہوا تھا (جس کی وجہ سے) اس کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس کے بعد وہ چھری تیز کر رہا تھا۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اس شخص کو ڈانٹا اور فرمایا: ظالم! اس کو گرانے اور اس کی گردن پر پاؤں رکھنے سے پہلے تم یہ کام نہیں کر سکتے تھے تم کئی موتیں دینا چاہتے ہو۔ (ایک موت وہ جو تم گردن پر پاؤں رکھ کر دے رہے ہو، دوسری وہ جو تم اس کے سامنے چھری تیز کر رہے ہو اور تیسری وہ جو اس کی گردن ذبح کر کے کرو گے)۔ یہ ہے اخلاق، یہ ہے دین اسلام، یہ ہے سیرت محمدی ﷺ، یہ ہے سنت مصطفیٰ ﷺ، یہ ہے کردار رسول ﷺ۔ ایسے معاشرے کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا ہمیں ایسا ہی معاشرہ چاہئے۔

صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب تم کسی بکرے کو (جانور کو) ذبح کرنے لگو تو اس کے ذبح کرنے سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلیا کرو (کُند چھری سے ذبح نہ کرو کیونکہ وہ زیادہ تڑپے گا اور زیادہ اذیت ہوگی) اور فرمایا: چھری کو اس کی آنکھوں کے سامنے تیز نہ کرو بلکہ پہلے کرلیا کرو'۔

اس سے اندازہ کریں کہ حضور ﷺ نے کیا سیرت طیبہ، تعلیم اور کردار دیا؟ اور قرآن و سنت نے مسلمانوں کو کیا طرز زندگی، فہم و ادراک اور نظریہ دیا۔ کیا ہم اس نظریے پر چل رہے ہیں؟ کیا ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ رسول پاک ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہو رہا ہے؟

خواتین کے فقہی مسائل

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: عورتیں ایام مخصوصہ(menses) کے دوران زبانی قرآن پاک پڑھ سکتی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو معلّمہ اور حفظ کرنے والی لڑکیاں ان ایام میں کیا کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ کالج اور یونیورسٹی میں لیکچر سن سکتی ہیں یانہیں اور مقررہ شدہ تاریخوں کے مطابق پیپر دیئے جائیں یا چھوڑ دیں؟ وضاحت درکار ہے؟ صفیہ، لاہور

جواب: حائضہ عورت کے لیے قرآن مجید کو براہ راست چھونا، زبانی یا دیکھ کر پڑھنا حرام ہے۔ باقی اس سے متعلق اٹھنے والے چند اہم سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

ا۔ حدیث پاک میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَقْرَأَ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرآنِ .

’’حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حائضہ اور جنبی قرآن پاک سے کچھ نہ پڑھیں‘‘۔

(ترمذي، السنن، ۱: ۲۳٦، رقم: ۱۳۱، دار احیاء التراث العربي، بیروت)

امام الفقہ علامہ محمد بن علی بن محمد علاؤالدین حصنی دمشقی المعروف حصکفی اپنی کتاب الدر المختار شرح تنویر الابصار میں لکھتے ہیں:

فيها حيض يمنع صلاة و صوما و تقضيه و دخول مسجد و الطواف و قربان ما تحت إزار و قرأة قرآن و مسه الا بغلافه و كذا ولا بأس بقرأة أدعية و مسها و حملها و ذكر الله تعالى، و تسبيح و أكل و شرب بعد مضمضة، و غسل يد ولا يكره مس قرآن بكم و يحل و طؤها إذا انقطع

حيضها لأكثره.

''مدت حیض میں ، دونوں خونوں کے درمیان جو پاکی واقع ہو وہ حیض ہی ہے جو نماز و روزہ کے مانع ہے ان روزوں کی قضاء کرے گی۔مسجد میں داخل ہونے ، طواف کعبہ اور قربت ،تلاوت قرآن اور بغیر غلاف قرآن چھونے کے مانع ہے۔دعائیں پڑھنے ، اُنہیں چھونے ان کو اٹھانے ، اللہ کا ذکر کرنے تسبیح پڑھنے ،کلی کرنے ہاتھ دھونے کے بعد کھانے پینے سے ممانعت نہیں۔آستین کے ساتھ قرآن چھونا منع نہیں ،عورت کے حیض کی زیادہ مدت گذرنے پر اس کی قربت خون بند ہونے کے بعد مکروہ نہیں''۔

(حصفكي، الدرالمختار، ۱: ۲۹۰ سے ۲۹٤، دار الفكر ، بيروت)

خاتمۃ المحققین محمد امین عابدین بن عمر عابدین المعروف علامہ شامی کا مؤقف :

أى و لو دون آية من المركبات لا المفردات ، لأنه جوز للحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة كما قدمناه ، كالقرآن التوراة و الانجيل و الزبور كما قدمه المصنف فاو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء أو شيئا من الآيات التى فيها الدعاء و لم ترد القرأة لابأ س به كما قدمنا عن العيون لأبى الليث و أن مفهومه أن ماليس فيه معنى الدعاء كسورة أبى لهب لا يؤثر فيه قصد غير القرآنية أى القرآن و لو فى لوح أو درهم أو حائط ، لكن لا يمنع إلا من مس المكتوب ، بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجلد و موضع البياض منه.و قال بعضهم:يجوز ، و هذا أقرب إلى القياس ، و المنع أقرب إلى التعظيم كما فى البحر:أى و الصحيح المنع كما نذكره ، ومثل القرآن سائر الكتب السماوية كما قدمناه عن القهستانى و غيره و فى التفسير و الكتب الشرعية خلاف مر أى كالجراب و الخريطة دون المتصل كالجلد المشرز هو الصحيح ، و عليه الفتوى.

''حیض و نفاس والی اور جُنبی کو قرآن پڑھنے سے منع کیا جائے گا ، اگرچہ آیت سے کم ہو مفردات پڑھنے سے منع نہیں کیا جائے گا، اس لیے حیض (و نفاس) والی استانی کے لیے ایک ایک لفظ کر کے تعلیم دینے کو جائز قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔جیسے قرآن ، تورات ، انجیل ، زبور سے جیسے مصنف نے پہلے ذکر کیا ہے۔سو اگر تم نے فاتحہ بطور دعا پڑھی یا قرآن کی دیگر آیات دعائیہ اور ارادہ قرأت کا نہ تھا ، اس میں حرج نہیں جیسا کہ ابو اللیث سمرقندی کی کتاب العیون کے حوالہ سے ہم نے بیان کیا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ

جس آیت میں دعاء کے معنیٰ نہیں مثلاً سورۃ لہب ، اس میں غیر قرآن کا ارادہ و قصد مؤثر نہیں گوتختی ، درہم (سکہ) یا دیوار ہو۔ہاں ممانعت صرف تحریر کو ہاتھ لگانے سے ہے۔غلاف مصحف کو ،نہ اس کی جلد کو ہاتھ لگانا جائز ہے اور نہ سفید خالی جگہ کو۔بعض نے کہا خالی جگہ کو ہاتھ لگانا جائز ہے یہ قیاس وعقل سے زیادہ قریب ہے اور ممانعت تعظیم سے قریب تر ہے جیسا کہ بحرالرائق میں ہے یعنی صحیح یہ ہے کہ ہاتھ لگانے سے منع کیا جائے گا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں اور قرآن کریم کی طرح ہی باقی آسمانی کتابوں کا حکم ہے جیسا ہم نے ''قُہستانی'' وغیرہ سے پہلے ذکر کیا ہے کتب تفسیر وکتب شرع کے بارے میں اختلاف گذر چکا ہے یعنی جیسے جراب ،تھیلہ ، ٹاکی جو باہم متصل نہیں مثلاً اکھڑی ہوئی جلد ، اس کا حکم یہی ہے جو مذکور ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے''۔

(ابن عابدين شامي، ردالحتار، ۱: ۲۹۳، دار الفكر للطباعة والنشر۔بيروت)

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرّہ کے خلیفہ وتلمیذ خاص علامہ امجد علی اعظمی مرحوم اپنی شہرہ آفاق کتاب میں لکھتے ہیں:

''معلّمہ کو حیض یا نفاس ہوا تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور ہجے کرانے میں کوئی حرج نہیں''۔

(علامه محمد امجد علی اعظمی حنفی قادری، بهار شريعت، ۲: ۷۳، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاهور)

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا حائضہ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرسکتی اگر معلّمہ ہو تو spelling کرواسکتی ہے۔مثلاً عَلَّمَ الْقُرْاٰن دو الفاظ ہیں ، عَلَّمَ کو الگ ادا کرے گی اور الْقُرْاٰن کو الگ نہ کہ ملا کر۔

۲۔ لڑکیوں کو حفظ کروانے کی ضرورت نہیں ہے اس کی بجائے ان کے لیے ترجمہ تفسیر اور یگر دینی معاملات کی تعلیم ضروری ہے جو ان کی عملی زندگی میں زیادہ فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہے۔

۳۔ حائضہ کلاس میں بیٹھ کر وہ لیکچر لے سکتی ہے کیونکہ سننے اور الفاظ کو تصور میں لانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ آج کل Boards اور Universities کی مقرر کردہ Date Sheet کے مطابق امتحانات دینے والی لڑکیاں اسلامیات اور دیگر ایسے مضامین کے پیپر دے سکتی ہیں جن میں قرآنی آیات لکھنی ہوتی ہیں کیونکہ حائضہ عورت ایسے کپڑے یا کسی اور چیز سے قرآن پاک کو چھو سکتی ہے جو اس سے متصل نہ ہو۔لہٰذا پیپر میں آیات لکھتے وقت قلم درمیان میں حائل ہوتا ہے۔فقط۔

کہتی ہے خلق خدا تجھے

کیا؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا؟

گذشتہ سے پیوستہ

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

6۔ طاہرالقادری کے دلائل اور استدلال میں روانی ہے (محمود شام روزنامہ جناح)

مرد ہوں یا خواتین، بزرگ ہوں یا نوجوان، لڑکے ہوں یا لڑکیاں، بچے ہوں یا بچیاں لوگ اپنا گھر چھوڑ کر یہاں اسلام آباد دھرنے میں آئے ہوئے ہیں ان کے چہروں پر تھکن نہیں، آنکھوں میں بیزاری نہیں، یہ پیشانی چمک ہے اور ایک جذبہ ہے اور ایک عزم ہے۔

جب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اپنا علم سے مملو، عوامی اور پرجوش خطاب کرتے ہیں تو ان کے کارکن اور عام شہری بہت غور سے اور بہت خلوص سے ہمہ تن گوش ہوکر انہیں سنتے ہیں۔ ان کی مرصع مسجع اردو، لہجے کا اتار چڑھاؤ۔ استدلال میں روانی، سارے پاکستانی سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ قائد اور انکے کارکنوں کو مل کر اور دیکھ کر محسوس ہورہا ہے کہ عزائم پختہ ہیں اور ارادوں میں استقامت و جرأت ہے۔

7۔ ’’دھرنا‘‘ طاہرالقادری نے سیاست میں ایک نئی روایت قائم کی ہے

(محمود شام روزنامہ جناح)

دھرنا، پاکستانیوں کے لئے یہ ایک بالکل نئی روایت قائم ہورہی ہے۔ پہلے لمبے جلوس نکلتے رہے ہیں اور کئی کئی گھنٹے جلسے چلتے رہے ہیں لیکن مسلسل ایک ہی جگہ دھرنے کا تجربہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ حکومت، میڈیا اور عام پاکستانیوں کے لئے یہ ایک بالکل نیا منظر نامہ ہے۔ دھرنے کے شرکاء کی بھی ہمت ہے اور دھرنے کے دونوں قائدین کا بھی حوصلہ ہے۔ اسلام آباد میں پاکستان عوامی تحریک کا دھرنا موسلا دھار بارشوں، پولیس کی آنسو گیس شیلنگ، لاٹھی چارج، تین کارکنوں کی شہادت اور 500 کے قریب کارکنوں کے زخمی ہونے کے باوجود جاری رہا اور یہ ہزاروں حتجاجی انقلابی کارکن دھرنے کے آخر تک اپنے اپنے خیموں میں ثابت قدمی کے ساتھ موجود رہے۔

8۔ طاہرالقادری نے خطابت میں سب لیڈروں کو مات دے دی ہے

(مظہر برلاس روزنامہ جنگ)

دھرنے کے دوران ریڈ زون میں ڈاکٹر طاہرالقادری کا خطاب پوری آب و تاب سے جاری رہتا ہے۔ انہوں نے خطابت میں سب لیڈروں کو مات دے دی ہے۔ ان کی تقریروں کا جادو سر چڑھ کے بول رہا ہے۔ ان کی آواز کا سحر اس قدر طاقتور ہے کہ مخالفین کی صف میں بھی کھلبلی مچا دیتا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار پچھلے دنوں وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے بھی کیا ہے۔ چوہدری صاحب فرماتے ہیں کہ اگر میں بھی پندرہ منٹ قادری صاحب کا خطاب سن لوں تو میرا دل بھی چاہتا ہے کہ جا کے نعرے لگانا شروع کردوں۔

ایک زمانہ تھا جب میاں نواز شریف اور شہباز شریف دونوں بڑے شوق سے ڈاکٹر طاہرالقادری کے خطابات سنا کرتے تھے۔ عالم اسلام کے اس عظیم اسکالر کو خدا نے خطابت میں مرتبہ عالی سے نواز رکھا ہے اور علم کی روشنی بخش رکھی ہے اور اس نے اہل بیت کرامؓ سے محبت کو اپنے قلب میں جذب کررکھا ہے اور یوں سینے میں سموئی ہوئی محبت اکثر و بیشتر زبان پر رہتی ہے۔

9۔ طاہرالقادری نے ''سٹیٹس کو'' کو چیلنج کیا ہے (اصغر عبداللہ۔ روزنامہ ایکسپریس)

ڈاکٹر طاہرالقادری کا ''جرم'' یہ ہے کہ انہوں نے سیاست میں ''سٹیٹس کو'' کو چیلنج کیا ہے۔ نتیجتاً پارلیمنٹ کے اندر اور باہر تمام سیاسی اور غیر سیاسی پارٹیاں جن کے مفادات ''سٹیٹس کو'' سے وابستہ ہیں، ان کے خلاف متحد ہوچکی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جماعت اسلامی جو خود کو اسلامی انقلابی پارٹی کہتی ہے وہ بھی پیپلز پارٹی کے شانہ بہ شانہ مصالحت کاری کے نام پر ن لیگ کی حکومت کو ریسکیو کررہی ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری اور عمران خان نے ''سٹیٹس کو'' کو چیلنج کر کے جو ''جرم عظیم'' کیا ہے وہ واقعتاً ''ناقابل معافی'' ہے۔ ان کی حالیہ جدوجہد کا نتیجہ جو بھی ہو پاکستان کی اڑسٹھ سالہ تاریخ میں سٹیٹس کو کے خلاف ان کی یہ انقلابی جدوجہد تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔

ڈاکٹر طاہرالقادری نے جب 23 سال پہلے پاکستان عوامی تحریک قائم کی، تب بھی ان کا یہی مطالبہ تھا اور آج بھی ان کا یہی مطالبہ ہے۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ پاکستان کی اڑسٹھ سالہ تاریخ میں ڈاکٹر طاہرالقادری پاکستان کے پہلے مذہبی رہنما ہیں جنھوں نے اپنی سیاست کی بنیاد اسلام کے سماجی مساوات اور انصاف کے تصور پر رکھی ہے۔

10۔ طاہرالقادری رکاوٹوں کی پرواہ نہیں کرتے (اصغر عبداللہ۔ روزنامہ ایکسپریس)

جب میں 14 اگست کی صبح کو ماڈل ٹاؤن لاہور پہنچا تو اس کے اردگرد پولیس کا حصار دیکھا تو یہ تصور

کرنا مشکل تھا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری یہ حصار توڑنے میں کامیاب ہوں گے لیکن وہ اس قدر پرسکون نظر آتے تھے جیسے ماڈل ٹاؤن کے اردگرد پولیس کا کوئی حصار اول تو سرے سے موجود ہی نہیں ہے اور اگر موجود ہے تو ان کے نزدیک وہ بالکل بے وقعت ہے۔ میں نے ایک دو شرکاء سے پوچھا کہ آپ کیسے باہر جائیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب قائد کا حکم ہوگا تو کوئی ہمارا راستہ نہیں روک سکے گا۔ حقیقتاً ہوا بھی یہی جیسے ہی ڈاکٹر طاہرالقادری نے باہر آ کے اعلان کیا کہ ابھی تھوڑی دیر میں کاروان انقلاب، اسلام آباد کے لئے روانہ ہوجائے گا تو ماڈل ٹاؤن کے باہر تعینات پولیس تتر بتر ہوگئی اور کچھ ہی دیر میں وہاں پولیس کا نام و نشان تک نہ تھا۔

11۔ طاہرالقادری کی صرف خواتین ورکرز کا بھی کوئی جماعت مقابلہ نہیں کرسکتی

(زمرد نقوی۔ روزنامہ ایکسپریس)

پاکستان عوامی تحریک کی کارکن خواتین نے جس طرح سارے حالات کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کیا ہے وہ حیرت انگیز اور ناقابل یقین ہے اور اب یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی ان خواتین ورکرز کا مقابلہ شاید ہی کوئی دوسری سیاسی جماعت کرسکے۔ یہ خواتین نہ صرف منظّم تھیں بلکہ ان کا سیاسی شعور بھی بہت بلند تھا۔ یہ ان سیاسی خواتین کی طرح نہیں تھی جنہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کر کسی سیاسی جلسہ میں لایا جاتا ہے۔

12۔ لوگ طاہرالقادری کی آواز سنتے ہیں (زمرد نقوی۔ روزنامہ ایکسپریس)

کچھ سادہ لوح دانشور اپنے اپنے تعصّبات اور خیالات کا اسیر ہوکر ڈاکٹر طاہرالقادری اور عمران خان کو ظالم قرار دے دہے ہیں کہ وہ خود تو اپنے کنٹینر میں محفوظ بیٹھے ہیں اور ان کے کارکن بدترین موسمی شدائد کو برداشت کررہے ہیں۔ جب یہ دانشور سب کچھ لکھ اور بول رہے ہوتے ہیں تو بس صرف سینہ کوبی کی کسر ہی رہ جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا قادری اور عمران نے اپنے سیاسی ورکروں کے پاؤں میں زنجیریں باندھ رکھی ہیں۔ اگر ان کے کارکن جانا چاہیں تو انہیں کون روک سکتا ہے۔ کیا پاکستان کی تاریخ میں ایسا انوکھا احتجاج آج تک کسی نے نہیں دیکھا ہے جو ہر قسم کی موسمی سختیوں، بھوک پیاس اور جان کے خوف سے بے نیاز ہو۔ تاریخ میں اس انوکھے احتجاج اور اس کے شرکاء کا نام سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا۔

جہاں تک لیڈروں کے کنٹینر میں ہونے کا تعلق ہے تو جب ان کے کارکنوں کو کوئی اعتراض نہیں تو آپ کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے۔ نہ یہ کارکن گمراہ لوگ ہیں نہ یہ بکے ہوئے ہیں تو اس طرح کی بونگیاں مارنے سے بہتر یہ ہے کہ تھوڑی سی زحمت اٹھا کر پاکستانی سماج میں ہونے والی سماجی تبدیلیوں کا سائنسی

تجزیہ کرلیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پاکستان کے غریب عوام کی خاموش اکثریت کس کے ساتھ ہے اس کا اندازہ ان دونوں لیڈروں کی میڈیا کوریج سے لگالیں۔ میڈیا وہی دکھاتا ہے جو عوام دیکھنا چاہتے ہیں اور جب میڈیا ڈاکٹر طاہرالقادری اور عمران خان کی گھنٹوں طویل تقاریر دکھاتا ہے تو عوام اپنے انتہائی ضروری کاموں کو چھوڑ کر ان کی تقاریر کو سنتے ہیں کیونکہ یہ تقاریر انہیں اپنے دل کی آواز لگتی ہیں۔

13۔ پاکستان میں طاہرالقادری سے بڑا کوئی لیڈر نہیں (زمرد نقوی۔ روزنامہ ایکسپریس)

2013ء کا ڈاکٹر طاہرالقادری کا لانگ مارچ انتہائی پرامن تھا جس میں لاہور سے لے کر اسلام آباد تک ایک پتا بھی نہیں ٹوٹا اور پنجاب حکومت نے بھی اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی کیونکہ مسلم لیگ ن بھی یہی چاہتی تھی کہ زرداری حکومت کا جلد از جلد دھڑن تختہ ہوجائے اور 2014ء کے انقلاب مارچ میں ڈاکٹر طاہرالقادری نے یہ ثابت کردیا ہے کہ پاکستان میں ان سے بڑا لیڈر کوئی نہیں ہے۔ وہ دنیا کے چند بڑے لیڈروں میں سے ہیں۔ جنہیں انگریزی سمیت کئی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ وہ ایک ایسے مقرر ہیں جو کئی گھنٹوں بلاتکان تقریر کرسکتے ہیں۔ مجمع پر جادو کردیتے ہیں۔ مسلم دنیا میں اسلام پر ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں اور عالم اسلام میں اس وقت ان سے بڑا سکالر شاید ہی کوئی اور ہو۔

14۔ طاہرالقادری عوام کیلئے ایک مسیحا ہے (مطلوب وڑائچ۔ روزنامہ نوائے وقت)

امریکہ، کینیڈا، یورپ اور آسٹریلیا کی چند یونیورسٹیوں کی طرف سے مجھے آفر ملی کہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کو انٹرفیتھ کے موضوع پر ان کی خدمات کے لئے قائل کروں کہ وہ ان یونیورسٹیز میں ماہانہ کم از کم دو دو لیکچرز دیں۔ میں نے اس سلسلے میں ڈاکٹر طاہر القادری سے بات کی تو انہوں نے کمال بے نیازی سے عالمی یونیورسٹیوں کی اس آفرز کو یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ مطلوب وڑائچ میرے ملک کے بیس کروڑ عوام کو میری ضرورت ہے، مجھے اپنی قوم کے ان بیس کروڑ لوگوں کو ایجوکیٹ کرنا ہے۔ یہی میری پہلی ترجیح ہے۔

15۔ طاہرالقادری کے کارکنوں نے انقلاب کی بنیاد اپنے خون سے رکھی

(مطلوب وڑائچ۔ روزنامہ نوائے وقت)

حکمرانوں سے اس بات کی قطعاً توقع نہ تھی کہ وہ 17 جون کے دن ظلم کے پہاڑ ڈھا کر انقلاب کی بنیادوں میں خون بھر دیں گے۔ اسی روز ڈاکٹر طاہرالقادری سے پھر مشاورت ہوئی تو پہاڑوں جیسا حوصلہ رکھنے والے اس عظیم انسان نے مجھے یہ خوبصورت الفاظ کہے ''مشکلات ہمیشہ بہترین لوگوں کے حصے میں آتی ہیں کیونکہ

وہی اسے بہترین طریقے سے نبرد آزما ہونے اور سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

شاید کچھ لوگ جوشِ عقیدت میں میری بات سے اتفاق نہ کریں مگر عمران خان کی محنت، لگن اور ڈاکٹر طاہر القادری کا شعور اور ویژن اپنا اثر دکھا چکا ہے۔ گذشتہ 30 دنوں سے جتنا ٹیلی ویژن چینلز کو دیکھا گیا اور روزانہ دو سے تین دفعہ انقلابی قیادت کو لوگوں سے براہِ راست مخاطب ہونے کا موقع ملا۔ سیاست کا ایک ادنیٰ طالب علم ہونے کے ناطے یہ کہہ رہا ہوں کہ پاکستان کے کروڑوں گھرانوں میں ڈاکٹر طاہر القادری کے نظریات سوچ اور فکر کو وہ پذیرائی اور رسائی حاصل ہو چکی ہے، جو دنیا کی تاریخ میں بانیان انقلابات نے حاصل کرنے کے لیے سال ہا سال صرف کیے تھے۔ انہوں نے وہ شہرت اپنے دھرنے میں حاصل کر لی ہے۔ آج وہ لینن، مارکس، امام خمینی اور نیلسن منڈیلا کی جدوجہد اور نتائج کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اسی تناظر میں ایک موقع پر ڈاکٹر طاہر القادری نے کیا خوب کہا کہ ’’قرضوں کے محل کا غلام ہونے سے بہتر ہے کہ انسان اپنی جھونپڑی میں حاکم ہو‘‘ آج وطن عزیز کا ہر طبقہ کسان، طالب علم، مزدور، سروس مین اور لوئر مڈل کلاس سمیت ارض پاک کے اہل ہنر اور کوالیفائیڈ طبقہ اس بات کو سمجھ چکے ہیں کہ ہمارے ملک میں چوروں کی انجمن کا نام جمہوریت رکھ دیا گیا ہے۔

16۔ طاہر القادری کے کارکن پہاڑوں کو چیرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں

(مطلوب وڑائچ۔ روزنامہ نوائے وقت)

طاہر القادری کے جانثاروں اور پسے ہوئے محروم طبقے نے نہ صرف حکمرانوں کے عزم بلکہ شدید موسمی آفات و اثرات کو شکست دے دی ہے۔ ملک بھر میں موجود کروڑوں افراد کو اب یہ یقین ہو چلا ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری کی مصمم قیادت اب ان کے خوابوں کی نہ صرف رکھوالی کرے گی بلکہ انکو شرمندہء تعبیر بھی کرے گی۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے جس مکینیکل انداز میں اپنے کارکنان کی سیاسی و روحانی تربیت کی ہے اس تربیت کے نتیجے میں PAT اور منہاج القرآن کے کارکنان کسی بھی سیلاب کو روکنے اور پہاڑوں کو چیرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

17۔ طاہر القادری کی انقلابی جدوجہد وطن کی مٹی سے محبت کی دلیل ہے

(مطلوب وڑائچ۔ روزنامہ نوائے وقت)

بیرون ملک ہزاروں آسائشوں کے باوجود ڈاکٹر طاہر القادری کے دل میں بھی وطن کی مٹی کی محبت کی امنگیں جوش مار رہی ہیں۔ وگرنہ پاکستان سمیت نوے ممالک میں منہاج القرآن سینٹرز پر مشتمل ایک بڑا سیٹ اپ ہونے کے باوجود وہ کونسی وجہ ہوسکتی ہے جو ڈاکٹر طاہر القادری کو پاکستان آنے پر مجبور کرتی ہے؟

18۔ طاہرالقادری کا دھرنا دنیا کی سیاسی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ ہے

(ظہیر اختر بیدری۔ روزنامہ ایکسپریس)

طاہرالقادری کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہزاروں مرد، عورتیں، بچے بچیاں کرائے پر لائے گئے کارکن نہیں بلکہ پختہ نظریاتی کارکن اور تحریکی طاقت ہیں اور کارکن جب نظریاتی طاقت میں بدل جاتے ہیں تو ریاستی مشینری ان کی جان تو لے سکتی ہے ان کے نظریات نہیں لے سکتی۔

پاکستان ہی کی تاریخ کا نہیں بلکہ یہ دھرنا دنیا کی سیاسی تاریخ کا منفرد واقعہ ہے کہ 20,25 ہزار لوگ جن میں خواتین اور بچوں کی ایک بڑی تعداد شامل ہے، دو ماہ سے اس شاہراہ دستور پر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں۔ خیال یہ تھا کہ عید کی وجہ سے دھرنے کے شرکاء میں بے چینی اور انتشار پیدا ہوجائے گا اور شرکاء عید منانے اپنے گھروں پر جانے کے لئے اصرار کریں گے۔ یوں یہ تاریخ کی طویل ترین تحریک اپنی موت آپ مرجائے گی لیکن ایسا کچھ نہ ہوا۔ دھرنے کے شرکاء نے ڈی چوک اور شاہراہ دستور پر ہی عید الاضحیٰ منائی۔

19 اکتوبر کو مینار پاکستان لاہور پر طاہرالقادری نے جو جلسہ کیا اس میں تا حد نظر انسان ہی انسان نظر آرہے تھے۔ غالباً یہ جلسہ جلسوں کی سیریز کا سب سے بڑا جلسہ تھا۔ ہمارے حکمرانوں کی بوکھلاہٹ کا عالم یہ ہے انسانوں کے سمندر پر مشتمل اس جلسے کو چند ہزار لوگوں کا جلسہ کہہ کر اپنے دل کو تو تسلی دے رہے ہیں لیکن اس دروغ گوئی سے کیا ان کے ضمیر کی بھی تسلی ہوگی۔

19۔ طاہرالقادری حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کہہ رہے ہیں (منصور آفاق، روزنامہ جنگ)

چالیس سال سے جس کی راتیں بارگاہ ایزدی میں رکوع و سجود کرتے گزری ہیں اور دن رب قدوس و ذوالجلال اور پیغمبر انسانیت چارہ سازِ بیکساں کی تعریف و توصیف میں دفتر کے دفتر تحریر کرتے ہوئے گزرے ہیں وہ ڈاکٹر طاہرالقادری اس وقت گولیوں کی بوچھاڑوں میں اور آنسو گیس کے سلگتے ہوئے سمندر میں کھڑے ہوکر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہے جارہے ہیں۔ میرے نزدیک وہ صاحب عرفان ہیں۔

20۔ طاہرالقادری جو کچھ ہیں اپنے بل بوتے پر ہیں (منصور آفاق، روزنامہ جنگ)

مجھے قسم ہے کھجور کے تناور درخت کی ڈاکٹر طاہرالقادری لمحہ موجود کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کی قامت آوری کسی بیساکھی کی مرہون منت نہیں۔ جن کے لباس پر نسبت کا کوئی پیوند نہیں۔ مجھے قسم ہے لوح و قلم پر لکھی ہوئی قسمتوں کی کہ وہ آج جو کچھ بھی ہیں اپنے بل بوتے پر ہیں۔ انہوں نے اپنی دنیا آپ پیدا کی ہے۔ سو ان کا شمار زندوں میں ہوتا ہے۔ میرے نزدیک بحیثیت ایک سکالر اور عالم اس وقت دنیا میں ڈاکٹر طاہرالقادری کے

قد وقامت کی کوئی ایک شخصیت بھی موجود نہیں ہے۔

21۔ طاہرالقادری نے حکمرانوں کا چین وسکون رخصت کردیا ہے

(منصور آفاق، روزنامہ جنگ)

جس دن سے ڈاکٹر طاہرالقادری کی فلائٹ اسلام آباد کی بجائے لاہور ایئر پورٹ پر اتری ہے اس دن سے حکومت نے چین کا ایک سانس بھی نہیں لیا بلکہ ہر آنے والے دن حکومت اور زیادہ کمزور ہوئی اور اس وقت خستگی کا یہ عالم ہے کہ اس کچی دیوار کو ذرا سی بے موسمی بارش بھی کسی وقت گرا سکتی ہے۔ حکومت کی شکستگی کی آخری حد یہ ہے کہ کل تک حکومت کی نظر میں آرمی چیف 22 گریڈ کا ایک سرکاری افسر تھا مگر آج وہ حکومت اور حقیقی اپوزیشن کے درمیان رابطے کا ایک اہم ترین پل بن چکا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب اس بائیس گریڈ کے افسر کے دفتر کے کئی چکر کاٹ چکے ہیں اور وزیراعظم نے اپنے اقتدار کا دورانیہ بڑھانے کے لئے دبے لفظوں میں اس سے مدد کی درخواست کر چکے ہیں دھرنوں سے پاکستان عوامی تحریک اور تحریک انصاف کو جس قدر فائدہ ہوا ہے اسکا کوئی اندازہ ہی نہیں کرسکتا۔ اسی تناظر میں اعتزاز احسن نے کیا خوب کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی باتیں لوگوں کے دلوں میں تیروں کی طرح اترتی جارہی ہیں۔

22۔ طاہرالقادری کا انقلاب ایوانوں کے باہر آچکا ہے (ناصف اعوان، روزنامہ خبریں)

طویل دھرنے سے انقلاب مارچ اور لانگ مارچ کے چہرے پر نقاہت کے آثار دکھائی نہیں دے رہے ہیں بلکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ یہ چہرہ مزید تازہ و توانا ہورہا ہے۔ اور وہ لوگ جو اسے ایک ڈھونگ اور وقتی ابال قرار دے رہے تھے وہ بھی سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ کہیں واقعتاً کوئی بڑی تبدیلی نہ آجائے۔ اگر یہ کہا جائے ان دنوں میں قوم کی شعوری بیداری اپنے نقطہ عروج پر پہنچ چکی ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

ڈاکٹر طاہرالقادری عوام کے سامنے ایسے حقائق پیش کررہے ہیں کہ وہ حیران ہورہے ہیں اور متاثر بھی ہورہے ہیں۔ دھرنوں کے دونوں سیاسی راہنما اپنے مقاصد میں کامیاب ہورہے ہیں۔

عوام کی سیاسی تربیت کا یہ نظارہ پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اب پورے ملک کے عوام اسے دیکھنے لگے ہیں بلکہ کچھ اس قدر تاثر لے رہے ہیں کہ باقاعدہ اس کا حصہ بنتے جارہے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کا انقلاب ایوانوں کے باہر آچکا ہے۔ اب یہ غیر محسوس انداز میں ایوانوں کے اندر بھی داخل ہوگا اگرچہ اسے دور بھگانے کی حکمت عملیاں اپنائی جارہی ہیں مگر جب نمود سحر کی روشنی میں یہ سب عیاں ہوگا تو انہیں عوامی طاقت کے سامنے سر جھکانا پڑے گا۔

23۔ طاہرالقادری کے للکارنے پر موجودہ نظام تھر تھر کانپ رہا ہے (نسیم شاہد)

ڈاکٹر طاہرالقادری نے موجودہ نظام کو للکارا ہے تو یہ نظام تھر تھر کانپ رہا ہے اور پورا ملک بحرانی کیفیت سے دوچار ہے۔ عوامی نمائندے پارلیمنٹ میں کھڑے یہ دہائی دے رہے ہیں کہ نظام کو گرنے نہیں دیں گے، جمہوریت پر شب خون ان کی لاشوں پر گزر کر ہی مارا جاسکے گا۔ میں یہ باتیں برسوں سے سنتا چلا آرہا ہوں، جمہوریت کو گرنے نہیں دیں گے، جمہوریت کے لئے جان دیں گے، جمہوریت زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ جمہوریت نہ رہی تو ملک نہیں رہے گا وغیرہ وغیرہ لیکن اس قسم کے دعوؤں اور دھرنوں کے باوجود ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ملک چار مرتبہ مارشل لاء کے عذاب سے گزرا جمہوریت مضبوط ہونے کی بجائے کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی گئی۔ جمہوریت کا تعلق جمہور سے ہوتا ہے لیکن یہ تلخ حقیقت بھی سامنے ہے کہ آمریت کے ادوار میں عوام کو زیادہ ریلیف ملا اور انہوں نے اپنی توقعات اس سے باندھ لیں۔

اس وقت ملک میں تبدیلی اور انقلاب کی جو ہوا چلی ہے وہ حکمرانوں یا حکومت کی تبدیلی کے لئے نہیں بلکہ طرز حکمرانی اور نظام کی تبدیلی کے لئے ہے۔ اب اس تبدیلی کو روکنا بے سود ہے۔ اس لئے اب اسی تبدیلی کو روکا نہیں جاسکتا اور نہ ہی اس تبدیلی کا انکار ممکن ہے کیونکہ انکار کا وقت اب گذر چکا ہے۔

24۔ طاہرالقادری، حکومتی ایوانوں میں ایک زلزلہ ہے (سلمان عابد، روزنامہ ایکسپریس)

موجودہ حکومت کو یہ یقین نہیں تھا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری ان کی حکومت کے خلاف ایک بڑا بحران پیدا کرسکتے ہیں۔ اسلام آباد کے دھرنوں سے قبل حکومت اپنے آپ کو ایک مضبوط حکومت کے طور پر پیش کرتی تھی، اس کا خیال تھا کہ سیاسی طور پر دو تہائی اکثریت کے بعد اسے اگلے پانچ برسوں میں کسی بڑے بحران کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ یہ عجیب امتحان ہے کہ حکومت کو ایک بڑی اکثریت کے باوجود اقتدار کے ڈیڑھ برس بعد ہی ایک بڑی مزاحمت کا سامنا ہے۔

بنیادی طور پر حکومت کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ دھرنے کی سیاست کرنے والے ایک لمبے عرصہ کے لئے اسلام آباد کی حکومتی رٹ کو چیلنج کرسکتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ کچھ دنوں میں دھرنے والے تھک ہار کر واپسی کی راہ لیں گے اور حکومتی نظام کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا لیکن جس انداز سے ڈاکٹر طاہرالقادری نے اسلام آباد میں بیٹھ کر روزانہ کی بنیاد پر حکومت اور بالخصوص وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کی سیاسی، اخلاقی اور قانونی حیثیت پر سیاسی تابڑ توڑ

حملے کئے ہیں وہ واقعی حکومت کی مستقبل کی بقا کے لئے بڑا خطرہ ہیں۔ اس وقت دھرنا ختم ہوگیا مگر اس کے باوجود اگر کوئی یہ سمجھ رہا ہے کہ حکومت اور وزیراعظم کی مشکلات ختم ہوگئی ہیں تو وہ غلطی پر ہے کیونکہ جس انداز میں ڈاکٹر طاہرالقادری نے حکومت کی حیثیت کو چیلنج کیا ہے اس سے حکومت کی مضبوطی کا تاثر کمزور ہوا ہے اور وہ دھرنوں کے بعد اب ایک کمزور وزیراعظم ہیں۔

25۔ طاہرالقادری پاکستان کے نمبر ون لیڈر ہیں (قیوم نظامی، روزنامہ جنگ)

اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر طاہرالقادری سے یہ کام ضرور لے لیا کہ اسلام آباد دھرنوں کی وجہ سے پاکستانی قوم جاگ اٹھی ہے۔ انقلاب اور تبدیلی کی سوچ ہر گھر میں پہنچ چکی ہے۔ جعلی جمہوریت اور غیر منصفانہ نظام بے نقاب ہو چکا ہے۔ عوام میں مزاحمت کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ اس مثبت بیداری کے لئے ڈاکٹر طاہرالقادری اور دھرنوں میں شریک ان کے کارکنان دلی خراج تحسین کے مستحق ہیں اور اس میں شک نہیں کہ قابلیت، صلاحیت اور اہلیت کے اعتبار سے ڈاکٹر طاہرالقادری پاکستان کے نمبر ون لیڈر ہیں۔

اب تک ہم نے مختلف شخصیات کے مشاہدے، تجزیئے، مطالعے، تجربے، رائے اور ان کے خیال کو جانا ہے جو وہ ڈاکٹر طاہرالقادری کے بارے میں رکھتے ہیں، بلاشبہ جو چیز ایک زندہ حقیقت ہے اس کو جس سمت، جس جہت اور جس طرف سے بھی دیکھیں وہ ہر سو ایک کھلی نشانی کے طور پر دکھائی دیتی ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے والا خالصیت اور اخلاص کے جذبے سے دیکھ رہا ہو تو وہ حقیقت ثابتہ ہر پہلو سے روشن دکھائی دیتی ہے۔ باری تعالیٰ ایسے دیدہ ور ہر زمانے اور ہر دور میں پیدا کرتا ہے جو اپنے بچپن ہی سے عظمت و بلندی کے مسافر ہوتے ہیں اور جن کا وجود ہر گزرتے دن کے ساتھ بلندیوں کی جانب سفر کرتا ہے، ہر کوئی ان کی عظمت و علوت کا معترف ہونے لگتا ہے۔ اگر اب تک سب شخصیات کے تصورات، خیالات، تجربات، مشاہدات، نظریات اور افکار اور آراء کو جمع کر کے ایک عنوان دیا جائے اور ان سب چیزوں کو ایک شعر کے قالب میں ڈھالا جائے تو اس نابغہ عصر شخصیت کے لئے یہی کہا جائے گا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تفسیری تفردات و امتیازات

قسط نمبر 18

علامہ محمد حسین آزاد۔ ایم فل علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی

منہاج یونیورسٹی کالج آف شریعہ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تفسیری خدمات کے حوالے سے پہلا ایم فل کرنے کا اعزاز جامعہ کے ابتدائی فاضلین میں سے علامہ محمد حسین آزاد نے حاصل کیا ہے جو جامعۃ الازہر سے ''الدورۃ التدریبیۃ'' میں بھی سند یافتہ ہیں اور مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ کے علاوہ مجلّہ دختران اسلام کے مینجنگ ایڈیٹر ہیں جن کا مقالہ قارئین کے استفادہ کے لئے بالاقساط شائع کیا جارہا ہے۔

۵۔تحفۃ السرور فی تفسیر آیۃ النور کے علمی نکات

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا ونبینا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عظمت و بزرگی کی جن بلند شانوں سے نوازا ہے انہیں میں ایک آپ کی شان نورانیت ہے۔ حقیقت محمدی ﷺ کے متعلق خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یار غار اور مزاج شناس نبوت حضرت صدیق اکبرؓ کے ذریعے تصریح فرما دی تھی کہ صدیقؓ! میری حقیقت کا شناسا میرا اللہ ہے۔ اب کسی منکر یا محقق کی کیا مجال کہ وہ اپنی فکر و تحقیق کے گھوڑے دوڑا کر حضور اکرم ﷺ کی عظمت و رفعت کی لا محدود شانوں کو اپنے محدود عقلی، علمی اور فکری پیمانوں پر تولتا پھرے جبکہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح،۹۴:۴) اور وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (الضحیٰ،۹۳:۴) کے ربانی فیصلے دم بدم رو بہ عروج ہیں۔

تاہم حضور سیدِ دو عالم ﷺ کے فضائل و مناقب پر لکھی جانے والی لا تعداد کتب میں آپ کی عظمت و شان کے مختلف پہلوؤں کا حتی المقدور ذکر کیا گیا ہے۔ ہر مصنف، محدث اور سیرت نگار نے اپنے طبعی ذوق اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قلبی وابستگی کے معیار کے پیش نظر بعض نازک پہلو زیر بحث لائے ہیں۔ نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا بیان بھی ایسے ہی موضوعات میں سے ایک ہے جس کو کم فہم لوگوں نے متنازعہ بنا دیا ہے۔ مسلمانوں کو باہمی اختلاف و انتشار میں رکھ کر دائمی سیاسی و اقتصادی پستی سے ہمکنار کرنے کیلئے صدیوں سے مسلسل غور وفکر کرنے والوں نے بقول اقبالؒ بالآخر یہ نسخہ تجویز کیا کہ'' روح محمد ﷺ ان کے بدن سے نکال دو''

اب یہی ذات جو مرکز اتحاد اور محور ایمان ہے بدقسمتی سے یوں وجہ نزاع بن گئی کہ محراب و منبر اور مکتب و مدرسہ میں حاضر و ناظر، نور و بشر اور علم غیب پر جھگڑے ہو رہے ہیں۔ امت مسلمہ ترقی یافتہ اقوام کے شانہ بشانہ عروج کی راہوں پر آگے بڑھنے کی بجائے ان مسائل سے پیدا شدہ ماحول میں پھنس کر رہ گئی ہے۔ نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ اس مسلکانہ کشاکش سے تنگ آ چکا ہے۔

ان حالات میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے خطبات اور دروس میں ایسے تمام متنازعہ عقائد پر بصیرت افروز گفتگو کی ہے جس میں بہت سے منفرد پہلو (امتیازات اور تفردات) بھی شامل ہیں انہوں نے مخالفین کا جواب دینے کے علاوہ ایسے علمی نکات بیان کئے ہیں جن سے ادب و محبت مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو آتی ہے۔مثلاً وہ اپنی کتاب ''تحفۃ السرور فی تفسیر آیہ نور'' کے صفحہ نمبر 41 پر نور محمدی ﷺ کے باب میں دو طرح کے اقوال بیان کر کے ان میں تطبیق کرتے ہوئے **مثل نورہٖ** کے مختلف معانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''حضرت کعب الا حبار (ف۳۲ھ) اور حضرت سعید بن جبیر (ف۹۵ھ) رضی اللہ عنھما، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی **مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ** (النور، ۱۸:۳۵) کا معنی یان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :''**المراد بالنور الثانی ھنا محمد** آیت کریمہ میں دوسرے نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔

اس میں دو چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ **مثل نورہٖ ای نور محمد**ﷺ (اس صورت میں نور مضاف اور محمد ﷺ مضاف الیہ ہے)

۲۔ **مثل نورہٖ ای محمد**ﷺ (بغیر اضافت کے یہاں نور سے مراد ذات محمدی ﷺ ہے)

مذکورہ بالا دونوں اقوال میں فرق ہے۔جب یہ کہا جائے **مثل نورہٖ ای محمد**ﷺ تو اس صورت میں نورہٖ کی ضمیر کا مرجع ذات الٰہی ہوگی اور معنی کلام یہ ہوگا: **مثل نورہٖ ای محمد** ﷺ ''اللہ کے نور کی مثال محمد ﷺ ہیں''۔اس قول کی روشنی میں گویا کہ ابن جبیرؓ اور کعب الاحبارؓ اللہ کے نور کو محمد ﷺ کا وجود قرار دے رہے ہیں۔ اگر پہلا قول **مثل نورہٖ ای نور محمد**ﷺ یعنی اضافت کی صورت میں لیں تو اس صورت میں **مثل نورہٖ** میں ''ہ'' ضمیر کا مرجع ذات اقدس محمدی ﷺ قرار پائے گی اس طرح **مثل نورہٖ** اللہ تعالیٰ کے ارشاد **اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** (النور، ۱۸:۳۵) سے عطف بیان (عطف بیان علم نحو کی ایک اصطلاح ہے۔اس کی تعریف یہ ہے کہ عطف بیان وہ تابع ہوتا ہے جو اپنے متبوع کی وضاحت تو کرتا ہے لیکن اُس کی صفت) ہوگا۔گویا **مثل نورہٖ** سے حضور کا نور مبارک اور **مثل نور ای محمد** ﷺ سے مراد آپ کی ذات مبارک ہے۔

موصوف اپنی مذکورہ کتاب کے صفحہ نمبر ۵۲ پر بعض کوتاہ بین اور کم فہم لوگوں کی طرف سے بیان کی گئی

اس غلط فہمی کہ نعوذ باللہ حضور نبی کریم ﷺ کا نور، نور الٰہی کا جزو یا ٹکڑا ہے کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی نہیں بنتا جیسے حضرت عمرؓ کو ابوحفص عمر کہا جاتا ہے۔ اس میں ابوحفص وضاحت کے لیے ہے ۔لیکن لفظ عمر کی صفت نہیں بن رہا۔

حدیث کے یہ الفاظ **خلق اللّٰہ نور نبیك من نورہٖ** بہت اہم ہیں ۔لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ **من نور اللّٰہ** ہونے سے کیا مراد ہے؟ اللہ کا نور حضور ﷺ کے نور کیلئے نہ تو مادہ ہے اور نہ ہی جزاور ٹکڑا ہے بلکہ یہ اس کے فیض سے پیدا کیا گیا ہے۔اور حدیث پاک میں جو لفظ مــِـنْ آیا ہے یہ جزئیت کے لیے نہیں ہے بلکہ تشریف کے لئے ہے۔ اس لئے کہ نور ذاتِ محمدی ﷺ براہ راست نور ذات الٰہی کے فیض سے پیدا کیا گیا ہے۔

چنانچہ لفظ **من** سے مغالطہ میں مبتلا ہوکر یہ خیال کرنا کہ معاذ اللہ آپکا نور اللہ کے نور کا جز ہو گیا ، یہ عقیدہ و خیال رکھنا واضح اور صریح کفر ہے۔ اور ملتِ اسلامیہ میں سے کسی ایک کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کہ العیاذ باللہ حضور کا نور اللہ کے نور کا جز و ہے۔تو اس سے یہ بات واضح ہوگی کہ ”**نور نبیك من نورہٖ**“ آپ کا نور براہ راست اور بلا واسطہ اللہ کے نور سے پیدا ہونے کے معنی میں ہے اور نور ذات الٰہی سے مُراد عین ذات الٰہی ہے۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب نور ذات یا عین ذات بولا جائے گا تو اس سے جزئیت مُراد نہیں ہوتی بلکہ جزئیت کا خیال کرنا کفر ہے۔اِس لیے جب بھی نور ذات بولا جائے گا۔تو اس سے مراد ہی عین ذات ہو گا۔ کیونکہ ”**اللّٰہ نور السموٰت والارض**“ میں نور ہی حقیقت میں عین ذات الٰہی ہے۔ اس لیے کہ نور کا معنی ہے:

الظاھر فی ذاتہ والمظھر لغیرہ ” یعنی جو اپنی ذات میں ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو“۔اس لحاظ سے **اللہ نورُ السموٰت والارض** میں نور اسم جلالت مبتداء کی خبر ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ نور ہی حقیقت میں عین ذات الٰہی ہے اور عین ذات الٰہی نور ہوئی تو یہاں نور سے مراد نور حقیقی ہے۔نور مستعار نہیں۔تو جب نور حقیقی ہوا تو یہ تعریف و کیفیت سے بالا تر ہُوا۔ اس لیے کہ نہ ہی تو اس کی تعریف معلوم ہوسکتی ہے اور نہ ہی کیفیت و ماہیت معلوم ہوسکتی ہے۔تو اب **نور نبیك من نورہ** کا معنی ہوگا۔ **نورہ ای من ذاتہ** تو اس میں من جزئیت کے لیے نہیں ہے۔

(طاہر القادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، تحفۃ السرور فی تفسیر آیۃ النور، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ص ۵۳)

قرآن حکیم سے استدلال

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ تخلیق آدم کے باب میں فرماتا ہے۔ کہ جب ہم نے آدم کو پیدا کر دیا تو اس کے بعد ہم نے اپنی رُوح اس میں پھونکی۔ارشاد ہوتا ہے:

وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوْحِهٖ . (السجدہ،۳۲:۹)

''اور اس (خون کے لوتھڑے میں)ایک روح اپنی طرف سے پھونکی''

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ○ (ص،۳۸:۷۲)

''پھر جب اس کو پوری طرح انسان بنا کر ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی روح سے فیضان پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا''

ان دونوں آیات سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رُوح میں سے کچھ پھونکا لیکن کیا پھونکا ؟اس کی ماہیّت وکیفیت کیا تھی؟ یہ سب تعریف و ادراک سے بالا ہے اور پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ ان دونوں مقامات پرمـــن جزئیت کے لیےنہیں ہے۔اس طرح جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں اپنی رُوح میں سے پھونکا اور انھیں زندگی عطا کی تو جو معنی قرآن کی اس آیت کریمہ میں مـــن رُوحـی کا ہے وہی معنی حدیث مبارکہ میں مـن نورہ کا ہے۔ اس لیےمفسرین ومحدثین نے یہاں پر'' من'' کو جزئیت کے لیے نہیں بلکہ تشریفیہ قرار دیا ہے۔جس طرح کہ اضافت تشریف کے لیے ہوتی ہے۔

دُوسرا استدلال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کےمتعلق ارشاد ہوتا ہے:

فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُّوْحِنَا۔ (الانبیاء،۲۱:۹۱)

''پھر ہم نے ان (حضرت مریم) میں اپنی روح پھونک دی''

تو کیا اس سے یہ گمان کرلیا جائے گا کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام رُوح اللہ ہیں اس لئے وہ عین ذات الٰہی یا جُزوِ ذات الٰہی ہوئے؟ بلکہ روح اللہ میں روح مضاف ہے اور اس کی اضافت اللہ کی طرف ہے تو وہ روح جس کا مضاف الیہ لفظ اللہ اسم جلالت ہے وہ رُوح عین ذات عیسیٰ ہے۔جس کو رُوح اللہ قرار دیا گیا ہے تو اس سے جُزئیت یا عینیتّ ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ ان دونوں سے کوئی ایک چیز بھی ثابت نہیں ہوتی ۔اسی طرح آگے فرمایا: وَكَلِمَةٌ مِّنْ اس میں کلمہ اللہ کی صفت ہےتو جس طرح اللہ کی ذات کے لیے جزئیت ناممکن ہے اس طرح اُس کی صفات میں بھی جزئیت ناممکن ہے ۔جس طرح کوئی اللہ کی ذات کا جُزو نہیں ہوسکتا۔اسی طرح کوئی اس کی صفات کا جُزو نہیں ہوسکتا۔اس لیے یہ رُوح اللہ اور کلمہ مـن اس طرح ہے جس طرح ونـفـخـت فيــه مـن روحی تو قرآن مجید میں ان تینوں مقامات پر اضافت اور من درج ذیل دو معانی کے لیے ہوسکتی ہے۔

۱۔ تشریف کے لیے جیسے رُوح اللہ، بیت اللہ،نور اللہ۔
۲۔ بلا واسطہ معرض تخلیق میں آنے کے اظہار کے لیے۔

اس وضاحت کے بعداب آیئے نور نبیك من نورہ کی طرف تو یہاں پر یہ دونوں معانی یعنی تشریف اور بلا واسطہ تخلیق کے لیے بھی ہوسکتا ہے کہ وہ نور حقیقت میں نور ذات الٰہی ہے۔اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور کا نور ذات الٰہی سے یا نور ذات الٰہی سے پیدا ہوا۔تو جب یہ کہا جا ئیگا تو اس کا معنی ہو گا کہ حضور علیہ السلام کا نور براہ راست ذات الٰہی کے فیضان سے پیدا ہواہے،تو چونکہ براہ راست اور بلا واسطہ نور ذات الٰہی سے حضور علیہ السلام کی تخلیق کی گئی ۔اس لیے قرآن نے فرمایا:

مثل نورہ ای مثل نور اللّٰہ ای ھو محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کہ اللہ کے نور کی مثال کیا ہے؟ وہ مُحمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔تو اس طرح دونوں باتیں صحیح ہوگئیں، کہ اللہ کے نور سے براہ راست ،بلاواسطہ حضور کے نور کی تخلیق ہوئی۔ اسی معنی کو علامہ زرقانیؒ (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء) نے اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

ای من نور ھو ذاتہ لا بمعنی انھا مادۃ خلق نورہ منھا بل بمعنی تعلق الارا دۃ بہ بلا واسطۃ شی فی وجودہ.
(زرقانی،ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی،شرح مواھب اللدنیہ، بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیہ ، ج ۱،ص۹۰)

’’یعنی اس نور سے جو خود ذات باری تعالیٰ ہے یہ معنی نہیں کہ اللہ کا نور مادہ ہے جس سے نبی علیہ السلام کا نور پیدا کیا گیا بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نور محمدی کو وجود میں لانے میں باری تعالیٰ کا ارادہ کسی واسطے کے بغیر تھا۔‘‘

اس تمام بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں نور نبیك کی اضافت بھی من نورہٖ کی طرح اضافت بیانیہ ہے۔سید عالم ﷺ نے نعمت الٰہیہ کے اظہار دوام کیلئے عرض کی۔واجعلنی نوراً اور خود اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں آپ کو نور قرار دیا فرمایا:قَدْجَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ (المائدہ ۵:۱۵)تو اس کے بعد حضور کے نور ہونے میں کیا شُبہ رہ گیا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضور ﷺ براہ راست ذات الٰہی سے تخلیق کیے گئے ہیں تو نور کیسے ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب اللہ کی ذات ہی تنہا واسطہ تھی **ولم یکن شی معہ**’’اللہ کے سوا اس کے ساتھ کوئی شے موجود نہ تھی‘‘ تو جب اللہ نے پہلی مخلوق کو پیدا کیا تو اُس وقت اور کوئی مادہ تو تھا نہیں کہ جس کے واسطہ سے اُس کو پیدا کیا جاتا بلکہ اُس وقت فقط اللہ تھا اور کوئی نہ تھا نہ مخلوق تھی اور نہ کوئی مادہ تھا تو ایسے میں کسی مخلوق

کی تخلیق کس طرح ممکن تھی۔ سوائے اس کے کہ اُسے اللہ کی ذات کے فیض سے براہ راست پیدا کیا جاتا کیونکہ وہ خود حقیقت میں نور تھا اور نور ہے۔ سو یہ لازم تھا وہ پہلی مخلوق جو بلا واسطہ اور براہ راست اُس کے فیض سے پیدا ہو وہ بھی نور ہو۔ پس جو مخلوق سب سے پہلے تخلیق کی گئی، وہ اُس کے نور کی پہلی تجلی تھی جو معرض وجود میں آئی اور وہ وجود جو ذات الٰہی سے معرض وجود میں آیا وہ وجود ذات مُحمدی ﷺ تھا۔ پھر یہ وجود جہاں اللہ نے چاہا سیر کرتا رہا اور اس سے باقی مخلوقات کی تخلیق عمل میں لائی گئی۔

اہم تفسیری نکتہ

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ذات محمدی ﷺ کی تقسیم سے دیگر مخلوقات کو پیدا کیا گیا تو اس سے نور نبوی ﷺ میں انقسام پایا گیا تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ دیگر تمام اشیاء آپ ﷺ کے نور کا جزو ہوں۔

علامہ قسطلانیؒ کا جواب

آپ فرماتے ہیں یہاں انقسام سے مراد اس نور کو پھیلانا ہے پھر اس پھیلائے ہوئے نور سے یہ چیزیں نکالیں اور پھر اس نور کو مزید پھیلا دیا اور اس سے ان چیزوں کو پیدا کیا۔ اس انقسام میں بھی جزئیت کا معنی نہیں پایا جاتا۔ غرض کہ علامہ قسطلانیؒ (۸۵۱۔۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء) کے جواب کا حاصل یہ ہوا کہ اس نور میں اضافہ ہوتا رہا اور مخلوقات معرض وجود میں آتی رہیں۔ مراد یہ کہ امام زرقانیؒ (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء) نے من نورہ کا معنی یہ بیان کیا ھو ذاتہ تعالیٰ کہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی ذات کے فیض سے اس کے پرتو سے پیدا ہوا۔ امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

لما تعلقت ارادۃ الحق تعالیٰ بایجاد خلقه وتقدیر رزقه ابرز الحقیقة المحمدیة من الانوار الصمدیة فی الحضرۃ الاحدیة ثم سلخ منها العوالم کلها علوها و سفلها.. (قسطلانی ،ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد بن محمد، **المواهب اللدنیه بالمنح المحمدیه** ، بیروت ، لبنان،)

''یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا تو صمدی نوروں سے مرتبہ ذات سے احدیت میں حقیقت محمد ﷺ کو ظاہر فرمایا پھر اس سے تمام عالم علوی و سفلی نکالے''۔

موصوف آخر میں اس بحث کو سمیٹتے ہوئے ایک اہم نکتہ کے تحت لکھتے ہیں: ''جناب حضور ﷺ کے لیے لفظ نور بولا جاتا ہے تو وہ آپ ﷺ کی بشریت کی نفی کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی ان دونوں میں کوئی تنافی، تناقض و تضاد ہے۔ اس لیے کہ تخلیقِ نور محمدی ﷺ ایک الگ مسئلہ ہے اور ایجادِ بشریت محمدی ﷺ ایک جدا مسئلہ ہے۔ اس

لیے بات تو تنزلات کی ہو رہی ہے ۔نور محمدی ﷺ کی پہلی تخلیق تو مرتبہ احدیت میں ہوئی اور پھر نور محمدی ﷺ کا دوسرا مفہوم عالم ارواح میں ہے اور مسئلہ بشریت محمدی ﷺ پانچویں مرتبہ عالم اجسام کی بات ہے ۔ اس عالم اور مرتبہ میں حضور علیہ السلام بشر ہیں اور آپ کی بشریت پر ایمان لانا ضروری ہے اوراس کا انکار کرنا کفر ہے۔اس لیے کہ آپ کی بشریت آیت قرآنی سے ثابت ہے۔(المکتب الاسلامی ، ج ا،ص۵۵)

۲۔ قُلْ اِنَّما اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم يُوحىٰ اِلَيَّ o(الکہف،۱۸:۱۱۰)

موصوف یہاں حاشیہ میں رقمطراز ہیں:’’ بشر کہنے میں ذرا احتیاط سے کام لینا بہتر ولازم ہے۔تنہا بشر یا ہماری طرح کا بشر کہنے سے بہتر ہے کہ انسان بارگاہ نبوت کے آداب کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور سراپا عجز و نیاز بن کر یوں عرض کرے السلام علیک یا افضل البشر۔ السلام علیک یا سیدالبشر۔ ان کلمات میں زیادہ ادب و احترام کی جھلک نظر آتی ہے جس کا یہ بارگاہ تقاضا کرتی ہے۔‘‘اورمرتبہ تنزل عالم ارواح میں حضورعلیہ السلام نور ہیں ۔ یہ اسی طرح نور ہیں جس طرح ملائکہ اور کائنات کے دیگر انوار لیکن وہ نور جس کی مرتبہ احدیت میں تخلیق ہوئی۔ وہ نور ملائکہ وغیرہ سے بہت بلند اور اس سے جدا ہے ۔ نہ وہ کسی تعریف کا محتاج ہے نہ متکیف ہے اور نہ ہی اس کی ہیئت ہے اور یہ تعریف وتخیل سے مبرا، پاک و بلند ہے ۔ اس لیے ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے بس وہ ایک نام ہے ۔جس کو ہم ’’اللہ نورالسمٰوٰت والارض‘‘ کہتے ہیں۔اس کو ہم اپنے عالم تخیل میں نہیں لا سکتے، تو حضورﷺ کی یہ پہلی تخلیق براہ راست اللہ کے نور سے متجلی ہوئی ۔ اس کا ظہور جو ذاتِ الٰہی سے براہ راست ظہور میں آیا یعنی اُس کے فیض سے اُس کے پرتو سے۔اب اس سے بشریت ونورمحمدی ﷺ میں کوئی تعارض باقی نہ رہا۔اب جس طرح کوئی چاہے وہ حضورﷺ کوبشر بھی کہے نور بھی کہے،مخلوق بھی قرار دے ، رسول یا نبی بھی کہے ۔یہ سب چیزیں ایک ہی ہیں۔ان میں کوئی تعارض اور تنافی نہیں ہے ۔ اس لیے کہ یہ سب مراتب ہیں جن کا آپس میں کوئی تعارض نہیں ہے ۔ اس لیے وہ لوگ جوصبح وشام اپنی حیات مستعار کے قیمتی لمحات آپ کے نور و بشر ہونے کے جھگڑوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔

اُنہیں چاہیئے کہ وہ بجائے آپ کی ذاتِ والا تبار کے متعلق اختلاف میں پڑنے کے زیادہ سے زیادہ وقت آپ کی بارہ گار میں ہدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے پر صرف کریں اور حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام کا عاشق زار جس صفت سے بھی آپ کو یاد کرے اُسے یاد کرنے دیا کریں۔ اس لیے کہ نور اور بشر یہ دونوں آقائے دوجہاںﷺ کی کروڑوں صفات میں دو صفتیں ہیں اس لیے اس معلم اخلاق کی امت کے لیے ان جھگڑوں میں پڑ کر اپنے درمیان نفرتوں ، قدورتوں اور عداوتوں کی دیواریں حائل کر لینا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے ۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب مکرم ﷺ کے مقام و مرتبہ کی معرفت عطا کرے۔

انسانیت کا لباس: شرم و حیا

ڈاکٹر ساجدہ خاکوانی

محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا کہ ''ایمان کی ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے''۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ایک موقع پر محسن انسانیت ﷺ ایک انصاری مسلمان کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو بہت زیادہ شرم و حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ'' اسے اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ حیا دراصل ایمان کا ایک حصہ ہے''۔ ایک اور صحابی عمران بن حصینؓ نے بتایا کہ ایک موقع پر محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا کہ ''شرم و حیا صرف بھلائی کا باعث بنتی ہے''۔ محسن انسانیت ﷺ نے دوسرے ادیان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر دین کی ایک پہچان ہوتی ہے اور ہمارے دین کی جداگانہ پہچان ''شرم وحیا'' ہے ۔ ایک بار محسن انسانیت ﷺ نے حیا کی غیرموجودگی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ''جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کرتا رہ''۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی برے کام سے روکنے کا جو واحد سبب ہے وہ شرم و حیا ہے اور جب کسی میں شرم کا فقدان ہو جائے اور حیا باقی نہ رہے تو اب اس کا جو جی چاہے گا وہی کرے گا اور جب انسان اپنی مرضی کا غلام بن جاتا ہے تو تباہی اس کا یقینی انجام بن جاتی ہے ، اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا کہ'' جب اللہ تعالی کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہے تو اس سے شرم و حیا چھین لیتا ہے''۔

ایک طویل حدیث مبارکہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر محسن انسانیت ﷺ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ'' اللہ تعالی سے ایسی حیا کرو جیسی کہ اس سے کرنی چاہیے، لوگوں نے عرض کیا کہ الحمدللہ ہم اللہ تعالی سے حیا کرتے ہیں، محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا نہیں، حیا کا مفہوم

اتنا محدود نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو بلکہ اللہ تعالی سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار و خیالات ہیں ان سب کی نگرانی کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ پیٹ میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو، اور موت کو اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اس کو یاد کرو، پس جس نے ایسا کیا سمجھو اس نے اللہ تعالی سے حیا کرنے کا حق ادا کر دیا''۔اس حدیث مبارکہ میں فکر و عمل سے موت و حیات تک کے تمام امور میں حیا کا درس دیا گیا ہے۔حقیقت یہی ہے کہ حیا کی سب سے زیادہ حق دار اللہ تعالی کی ذات ہے ،اور چونکہ اللہ تعالی سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے اس لیے کھلے چھپے ہرحال میں اللہ تعالی سے حیا کی جائے اور اللہ تعالی سے حیا کا مطلب اللہ تعالی کا تقوی اختیار کیا جائے اور جلوت ہو یا خلوت برائیوں سے بچنا اور نیکیوں میں سبقت اختیار کرنا ہی تقوی ہے۔حضرت ابن حبان سے روایت ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا''اپنی شرم گاہ محفوظ رکھو(کسی کے سامنے نہ کھولو)سوائے اپنی بیوی اور باندی کے ،میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا تنہائی میں بھی؟؟(شرم گاہ نہ کھولی جائے)محسن انسانیت ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:''اللہ تعالی اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے''۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ محسن انسانیت ﷺ کنواری پردہ نشین عورت سے بھی کہیں زیادہ حیادار تھے۔اسی لیے ہر قبیح قول و فعل اور اخلاق سے گری ہوئی ہر طرح کی حرکات و سکنات سے آپ کا دامن عفت و عصمت تاحیات پاک رہا۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ محسن انسانیت ﷺ نہ فحش کلام تھے،نہ بیہودہ گوئی کرتے تھے اور نہ ہی بازاروں میں شور کیا کرتے تھے، برائی کا بدلہ کبھی برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے یہاں تک کہ زوجہ محترمہ ہوتے ہوئے بھی بی بی پاک نے کبھی آپ ﷺ کو برہنہ نہ دیکھا تھا۔محسن انسانیت ﷺ کے بچپن کے اوائل عمری میں جب آپ بہت چھوٹی عمر میں تھے اور اپنے چچاؤں کی گود میں کھیلا کرتے تھے تو ایک بار پاجامہ مبارک تھوڑا سا نیچے کو سرک گیا تو مارے حیا کے بے ہوش گئے تب پانی کے چھینٹوں سے ہوش دلایا گیا۔چنانچہ بعد از بعثت حضرت جرہد ابن خویلد سے روایت ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا ''کیا تمھیں یہ معلوم نہیں کہ ران (بھی) ستر میں شامل ہے''۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا ''اے علی اپنی ران نہ کھولو اور کسی زندہ یا مردہ آدمی کی ران کی طرف نظر بھی نہ کرو''۔حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ محسن انسانیت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''مرد دوسرے مرد کے ستر کی طرف اور عورت دوسری عورت کے ستر کی

طرف نگاہ نہ کرے''۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تو یہاں تک روایت ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا''لوگو (تنہائی کی حالت میں بھی) برہنگی سے پرہیز کرو (یعنی ستر نہ کھولو) کیونکہ تمہارے ساتھ فرشتے ہروقت موجود ہوتے ہیں اور کسی بھی وقت جدا نہیں ہوتے لہذا ان سے شرم کرو اور ان کا احترام کرو''۔ چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں کہ سوائے قضائے حاجت اور وظیفہ زوجیت کے اپنا ستر کھولنا جائز نہیں اور بالکل الف ننگا ہو کر غسل کرنا بھی خلاف سنت ہے پس دوران غسل بھی کسی کپڑے سے ستر یا ننگ کا ڈھکا ہونا ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا ''عورت گویا ستر (چھپی ہوئی) ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیاطین اس کو تاکتے ہیں اور اپنی نظروں کا نشانہ بناتے ہیں''۔حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مجھ تک یہ قول رسول ﷺ پہنچا ہے کہ ''اللہ تعالی کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھا جائے''۔چنانچہ اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا''ادھر سے اپنی نگاہ پھیر لو''۔حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ محسن انسانیت ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا''اے علیؓ؛(اگر کسی نامحرم پر تمہاری نظر پڑ جائے تو) دوبارہ نظر نہ کرو، تمہارے لیے (بلاارادہ) پہلی نظر تو جائز ہے مگر دوسری نظر جائز نہیں''۔ مولانا ابوالاعلی مودودیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اچانک نظر کی گنجائش ہے لیکن'' نظارہ'' کی کوئی گنجائش نہیں۔حضرت ابو امامہؓ نے روایت کیا ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا''جس مرد مومن کی کسی عورت کے حسن و جمال پر نظر پڑ جائے پھر وہ اپنی نگاہ نیچی کر لے تو اللہ تعالی اس کو ایسی عبادت نصیب فرمائے گا جس کی لذت و حلاوت اس مرد مومن کو محسوس ہو گی''۔امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا ''ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کوئی (نامحرم) آدمی کسی عورت سے تنہائی میں ملے اور وہاں تیسرا شیطان موجود نہ ہو''۔ایک موقع پر حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا ''تم (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو (اور اس معاملے میں بہت احتیاط کرو)''۔حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ محسن انسانیت ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''تم ان عورتوں کے گھروں میں مت جایا کرو جن کے شوہر باہر گئے ہوئے ہوں کیونکہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے''۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا: ''آنکھوں کا زنا (نامحرم عورت کی

طرف) دیکھنا ہے،کانوں کا زنا (حرام آواز کا) سنناہے،زبان کا زنا(ناجائز) کلام کرنا ہے ،ہاتھ کا زنا (ناجائز) پکڑنا ہے اور پیر کا زنا(حرام کی طرف) چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا ہے اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کر دیتی ہے"۔حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہؓ محسن انسانیت ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ ایک نابینا صحابی ابن ام مکتومؓ حاضر خدمت اقدس ہوئے تو ہمیں حکم ہوا کہ "تم (دونوں) ان سے پردہ کرو"،ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ تو نابینا ہیں؟ پس محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا "کیا تم (دونوں) بھی نابینا ہو؟ کیا تم (دونوں) انہیں نہیں دیکھتیں؟"۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فریایا کہ محسن انسانیت ﷺ نے عورتوں والا حلیہ اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردانہ انداز اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے،اسی مضمون کو حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی یوں بیان کیا کہ "محسن انسانیت ﷺ نے اس آدمی پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سا لباس پہنتی ہے۔

گزشتہ اقوام کی تباہی ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ گناہ کے کام مل کر اجتماعی طور پر کیا کرتے تھے۔اللہ تعالی کا ہر عذاب اگرچہ بڑا عذاب ہے لیکن سب سے سخت ترین عذاب قوم لوط پر آیا جو اجتماعی عذاب بھی تھا اور انفرادی عذاب بھی۔اس قوم کے جرائم میں ایک جرم یہ بھی تھا کہ وہ شرم و حیا سے عاری ہو چکی تھی اور بے حیائی کے کام بھری محفلوں میں سرعام کیا کرتے تھے۔قوم لوط کے لوگوں کی گفتگوئیں،ان کی حرکات وسکنات ،اشارات و کنایات اور ان کے محلے اور بازار سب کے سب عریانی و فحاشی اور برائی و بے حیائی کا مرقع تھے ،تب وہ غضب خداوندی کے مستحق ٹھہرے۔آج کی سیکولر تہذیب نے بھی انسانیت کو حیا کے لبادے سے ناآشنا کر دیا ہے اور انسان کو ثقافت کی آڑ میں اپنے خالق و مالک سے دور کر کے تو تباہی و بربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔پس جو بھی اس بے ہودگی و ہوس نفس کی ماری پرکشش اورفریب زدہ سیکولر تہذیب میں داخل ہوگا وہ **ان الانسان لفی خسر** کی عملی تصویر بنتے ہوئے ممکن ہے کہ قوم لوط میں شمار ہو کہ یہ سیکولر فکر خالصتاً ابلیس اور اس کے پیروکاروں کا راستہ ہے جس کا انجام بھڑکتی ہوئی آگ کی وادیاں ہیں،اور جو اس نقصان سے بچنا چاہے اس کے لیے کل انبیاء علیھم السلام کا طریقہ حیات موجود ہے جسے بسہولت حیاداری کا نام دیا جاسکتا ہے،کہ اس دنیا میں انسانوں سے حیا اور روز محشر اللہ تعالی بزرگ و برتر کے سامنے پیش ہونے کا خوف و حیا۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

فریال احمد

؎ افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

حضرت علامہ اقبالؒ کا یہ شعر میرا آج کا موضوع ہے۔ یہ شعر پڑھنے کے بعد کچھ سوالات ہمیشہ میرے ذہن میں مچلتے ہیں کہ افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا ہم اس خیال کو بحیثیت قوم سمجھتے ہیں؟ افراد کن کو کہا گیا؟ افراد کی تعریف کیا ہے؟ قوم کی تعریف کیا ہے؟ قوم کسے کہتے ہیں؟ اور کتنے افراد کے ہاتھوں میں قوم کی تقدیر ہوتی ہے۔ یوم پاکستان کے خصوصی موقع پر آیئے ان سب سوالوں کے جواب ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں کہ واقعی افراد کے ہاتھوں میں قوموں کی تقدیریں ہوتی ہیں؟

سب سے پہلے دیکھتے ہیں کہ تقدیر کیا ہے؟ مذہبی نقطہ نظر سے تو ہم جانتے ہیں کہ تقدیر کیا ہے اور کسے کہتے ہیں مگر قوموں کی زندگی میں قومی اور ملی نقطہ نظر سے تقدیر کیا ہے؟ تقدیر نتائج کا نام ہے واقعاتی یا حادثاتی جو افراد کے اعمال کے نتیجے میں ظاہر ہوتے ہیں اچھائی، برائی، نفع و نقصان، خوشی و غم، خوشحالی وبدحالی، ترقی، پریشانی، عزت، ذلت، فتح و شکست، کامیابی، ناکامی نہ جانے کتنے نتائج ہیں جو افراد کے اعمال کے نتیجے میں سامنے آتے ہیں۔ کیسے کیسے حالات ہیں جو اعمال کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ افراد ہی ہیں جو ان کے پیدا ہونے کا باعث بھی ہیں اور ان کا مقابلہ کرنے کا سامان بھی پیدا کرتے ہیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ افراد کون ہیں افراد میں خواتین و حضرات دونوں شامل ہیں باکردار اور بدکردار مہذب اور غیر مہذب، معاملہ فہم کم معاملہ فہم، تیز رفتار سست رفتار، ذہین وفطین کند ذہن و دور اندیش کوتاہ اندیش، جری بہادر کم ہمت بزدل یہ سب جس طرح مل کر کام کریں گے اسی طرح کی قوم اسی طرح کی تقدیر سامنے آتی ہے اسی طرح کی صورت حال سامنے آتی ہے۔

اللہ جل شانہ نے ہر فرد کو حقوق دیئے ہیں۔ ہر فرد کو ذمہ دار بنایا ہے۔ ہر فرد کو فرائض دیئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق کہ ''الکاسب حبیب اللہ'' کہ محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ یہ حدیث مبارکہ ہر فرد کو بیدار کرتی ہے۔ ہر فرد کو مسلسل جدوجہد کا پیغام دیتی ہے تاکہ قوم کی تقدیر بدل جائے۔ قوم ترقی کر جائے۔ یہ شعر اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ بھی ہے۔ آیئے! ایک بار پھر پڑھ کر اس پیغام کے اور قریب ہوجائیں کہ

؎ افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اسی طرح قوم، زندگی کی موڑ میں افراد کی محتاج ہوتی ہے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام میسر آجائیں تو آگ کی بجائے گلزار بنتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام مل جائیں تو کلیمی میسر آجاتی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ مل جائیں تو روشنی انصاف اور رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ساری قوم راہنما و راہبر بن جاتی ہے اور اگر ابوجہل مل جائے تو جہالت عام ہوجاتی ہے۔ قتل عام ہوجاتا ہے۔

یہی حال اس وقت پاکستانی معاشرے کا ہے جہالت ہے، ظلمت ہے، گمراہی ہے، تعصب ہے، فرقہ واریت ہے، بغض ہے، نفرت ہے۔ یہ معاشرہ ابوجہل کا معاشرہ بن چکا ہے اور ایک بار پھر کسی براہیم کی تلاش ہے۔

اگر آج ہر کوئی اپنا کام کرے اور دوسرے پر تنقید چھوڑ دے۔ ہر کوئی علم حاصل کرے اور دوسروں میں عیب نہ نکالے، ہر کوئی محنت کرے اور سستی و کاہلی چھوڑ دے۔ ہر کوئی تعمیر کرے تخریب نہ کرے، ہر کوئی جستجو کرے، تحقیق کرے، دوسروں سے ہمدردی کرے، ہر کوئی محبت و اتفاق سے کام لے۔ ہر کوئی امن وسکون سے رہے تو یہ ہجوم بکھرا ہوا ایک قوم بن سکتی ہے اور جب ہم قوم بن گئے تو پھر ہماری تقدیر بھی بن جائے گی۔ تقدیر تو چیز کا نام ہے اور چیز عام ہوتی ہے۔ اس سے فلاح ہوتی ہے تب ہم کہہ سکیں گے کہ افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر۔

لیکن اس کے برعکس آج ہر کوئی مائل بہ فساد ہے۔ ہر طرف قتل و غارت ہے دہشت گردی ہے ہر کوئی مائل جرم ہے مائل ہنر ہے تو ایسے میں ساری قوم بگڑ جاتی ہے۔ چند اچھے لوگ تبدیلی نہیں لا سکتے۔ قوم کی ترقی وخوشحالی رک جاتی ہے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں بحیثیت قوم ہمارا کردار کیا ہے۔ آج ہماری آنکھوں کو دوسری قوموں کی ترقی تو خیرہ کرتی ہے لیکن یہ کبھی نہیں سوچا کہ آخر وہ قومیں بام عروج پر کیسے پہنچیں۔ چینی سنبھل گئے، جاپانی سنبھل گئے۔ انہوں نے قوم کی تقدیر بدل ڈالی۔ انہوں نے محتاجی کا کشکول اٹھانے کی بجائے اپنی تقدیریں اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ غوروفکر سے کام لیا۔ منصوبے بنائے۔ ترقیاتی کاموں میں دلچسپیاں لیں تو قوم کی کایا پلٹ گئی۔

لیکن ان کے برعکس ہمیں بحیثیت قوم عزت ہی نہ ملی جب قوم کو ڈاکو مل جائیں عزت و غیرت فروش مل جائیں۔ دہشت گرد حکمران مل جائیں۔ جب افراد قتل و غارت کرنے لگیں۔ اپنے ہی قومی اثاثوں کی لوٹ مار کرنے لگیں۔ بنک لوٹے جانے لگیں۔ کرپشن عام ہوجائے۔ کارخانے بند ہوجائیں۔ لوگ مذہب کے نام پر دہشت گردی پھیلائیں۔ جب افراد ذہنی طور پر پسماندہ ہوجائیں۔ قوم بداخلاق ہوجائے۔ قوم اقوام عالم میں بدنام ہوجائے تو اس قوم کی تقدیر میں رسوائی اور بدنامی ہوجاتی ہے۔

یہ سچ ہے کہ افراد ہی قوم کی تقدیر بناتے ہیں ان کے ہاتھوں میں قوم کا علاج ہے، قوم کی عزت ہے۔

23 مارچ کا دن کامیابی کے حصول کا دن تھا۔ ایسا دن جس نے منزل تک رسائی مشکلات اور جدوجہد کی طرف ہماری راہنمائی کی تھی۔ آج ایک بار پھر یہ دن ہماری توجہ دلاتا ہے کہ قطرے کو گوہر بننے کے لئے کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ محمد بن قاسم سے لے کر قائداعظم محمد علی جناحؒ تک داستان آزادی کتنے آنسوؤں پر مشتمل ہے آج بھی یہ آنسو بہہ رہے ہیں افراد اپنے ہاتھ روکے ہوئے ہیں نظام زندگی معطل ہے۔

قوموں کی زندگی میں وہ لمحہ قیمتی ہوتا ہے جب وہ دوسرے کی غلطیوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنے گریبان میں جھانک کر اپنی اصلاح کی فکر کرتی ہیں۔ ہمارے دل اندھے ہوچکے ہیں۔ قائد کے فرمان اتحاد، ایمان، تنظیم کا نہ صرف مذاق اڑایا بلکہ ہمارے بزرگوں نے جو پاکستان بطور امانت ہمارے سپرد کیا تھا ہم نے اس میں بھی خیانت کی اور آج بھی کررہے ہیں۔ ہم لوگ نہ قومی نہ عوامی ہیں، ابھی تک یہودیوں و انگریز کے حامی ہیں۔ ابھی تک اتنے برس بیت چکے ہیں مگر افسوس اس قوم میں آثار غلامی اب بھی باقی ہیں۔

خلیفہ ہارون الرشید

نازیہ عبدالستار

ہارون الرشید (پیدائش 763ء انتقال 24 مارچ 809ء) پانچویں مشہور ترین خلیفہ تھے۔ وہ 786ء سے 809ء تک مسند خلافت پر فائز رہے۔ ان کا دور سائنسی، ثقافتی اور مذہبی رواداری کا دور کہلاتا ہے۔ ان کے دور حکومت میں فن حرفت نے عروج حاصل کیا۔ ان کا دربار اتنا شاندار تھا کہ معروف کتاب ''الف لیلیٰ'' انہی کے دربار سے متاثر ہوکر لکھی گئی۔ ہارون تیسرے خلیفہ المہدی کے صاحبزادے تھے۔ ہارون اس وقت خلیفہ بنے جب وہ عمر کے 22 ویں سال میں تھے۔ ہارون الرشید کے دور میں عباسی خلافت کا دارالحکومت بغداد اپنے عروج پر پہنچ گیا اور یہ خوشحالی اورعلم فن کا دور تھا۔ انہوں نے بغداد میں نیا محل تعمیر کرایا جو اس سے قبل کے تمام محلات سے زیادہ بڑا اور خوبصورت تھا جس میں اس کا معروف دربار بھی تھا جس سے ہزاروں درباری وابستہ تھے۔ ہارون الرشید کئی اوصاف کا مالک تھا ایک طرح عیش وعشرت زندگی کا حامل تھا تو دوسری طرف دیانتدار، پابند شریعت، علم دوست اور علماء نواز تھا۔ ایک سال حج تو ایک سال جہاد کرتا۔ عسکری شعبے میں ہارون ایک جانثار سپاہی تھا۔ جس نے اپنے وقت میں بہادری کے جوہر دکھائے۔ انہوں نے بازنطینی سلطنت کے خلاف 95 ہزار کی فوج کی کمان سنبھالی جو اس وقت ملکہ ایرین کی زیر سربراہی تھی۔ ایرین کے معروف جنرل نیکٹس کو شکست دینے کے بعد ہارون کی فوج نے ترکی میں پڑاؤ ڈالا۔ جب ملکہ نے دیکھا کہ مسلم افواج شہر پر قبضہ کرنے والی ہے تو اس نے معاہدے کے لئے سفیروں کو بھیجا لیکن ہارون نے ہر شرط کو رد کرتے ہوئے فوری ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ کیا۔ اس پر ایک سفیر نے کہا ملکہ نے بطور جنرل آپ کی صلاحیتوں کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔ وہ بطور ایک سپاہی آپ کی بڑی قدر کرتی ہے حالانکہ آپ ان کے دشمن ہیں۔ ہارون الرشید ان کلمات کو سن کر کہنے لگا کہ اپنی ملکہ سے کہہ دو کہ وہ ہمیں سالانہ 70 ہزار اشرفیاں عطا کرتی رہے تو کوئی مسلم فوج قسطنطنیہ کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ ملکہ نے اس شرط کو قبول کرلیا اور پہلے سال کا خراج عطا کیا جس پر مسلم افواج واپس لوٹ گئیں۔

خلیفہ ہارون رشید بڑے حاضر دماغ تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا: ''آپ کبھی کسی بات پر لاجواب بھی ہوئے ہیں''۔ انہوں نے کہا: تین مرتبہ ایسا ہوا کہ میں لاجواب ہوگیا۔ ایک مرتبہ ایک عورت کا بیٹا مرگیا اور وہ رونے لگی۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ مجھے اپنا بیٹا سمجھیں اور غم نہ کریں۔ اس نے کہا میں اپنے بیٹے کے مرنے پر کیوں نہ آنسو بہاؤں۔۔۔ جس کے بدلے خلیفہ میرا بیٹا بن گیا۔ دوسری مرتبہ مصر میں کسی شخص نے حضرت موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ میں نے اسے بلواکر کہا کہ حضرت موسیٰ کے پاس تو اللہ کے دیئے معجزات تھے اگر تو موسیٰ ہے تو کوئی معجزہ دکھا۔ اس نے جواب دیا کہ موسیٰ نے تو اس وقت معجزہ دکھایا جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تو بھی یہ دعویٰ کرے تو میں معجزہ دکھاؤں گا۔ تیسری مرتبہ لوگ ایک گورنر کی غفلت اور کاہلی کی شکایت لے کر آئے۔ میں نے کہا کہ وہ شخص تو بہت نیک، شریف اور ایماندار ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ پھر آپ اپنی جگہ اسے خلیفہ بنادیں تاکہ اس کا فائدہ سب کو پہنچے۔

کہتے ہیں کہ عظیم فرنروا ہارون الرشید اپنے دن کا سکون اور راتوں کی نیند اڑنے پر بڑا پریشان تھا وہ اپنی بے سکونی دور کرنے اور چین حاصل کرنے کے لئے بہت مضطرب تھا۔ بے چینی کو دور کرنے کے لئے اس نے اپنے وزیر فضل بن ربیع کو حکم دیا کہ کوئی روحانی عامل تلاش کرو جو اس کی بے چین طبیعت میں سکون پیدا کردے۔

وزیر نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بے شمار عامل اور فاضل لوگوں سے رجوع کیا مگر ہارون الرشید کی بے چینی دور نہ ہوسکی اس کے قلب کو سکون نہ ہوسکا۔ وزیر نے ایک روز خلیفہ سے کہا کہ اب صرف ایک بزرگ ہستی بچی ہے جنہوں نے دنیا کی تمام نعمتوں سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے اور وہ کسی کی جاہ وحشمت کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اس صوفی بزگ کا نام فضیل بن عیاض ہے۔ خلیفہ نے جب یہ سنا تو فوراً وزیر کو ساتھ لے کر ان صوفی بزرگ کے سادہ سے حجرے میں جاپہنچے۔ بزرگ نے دروازے پر دستک سنی اور معلوم ہوا کہ خلیفہ ہارون الرشید ملنے کے لئے آیا ہے تو کچھ دیر سوچنے کے بعد حجرے میں جلتا دیا بجھادیا اور دوازہ کھول کر حجرے کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ ہارون الرشید نے اندھیرے میں ٹٹولتے ہوئے سلام عرض کرتے ہوئے صوفی صاحب سے مصافحہ کیا۔ بزرگ کا ہاتھ چھوتے ہی خلیفہ نے اپنے بدن میں ایک ٹھنڈک محسوس کی پھر اپنے آنے کا مقصد عرض کیا۔ خلیفہ کی بات سن کر صوفی بزرگ نے کہا:

فرمان نبی ﷺ ہے کہ میری امت کے بدترین علماء وہ ہیں جو حکمرانوں کے دروازے پر جاتے ہیں اور بہترین حکمران وہ ہیں جو علماء کے در دولت پر حاضر ہوتے ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید کو بزرگ کی باتوں سے سکون مل رہا تھا۔ بزرگ نے پھر کہا: ہارون الرشید تیرا کتنا نرم و نازک ہاتھ ہے، کاش یہ جہنم کی آگ سے بچ

جائے۔ یہ سن کر ہارون الرشید کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ صوفی بزرگ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے پھر کہا: ہارون الرشید اپنے پاؤں کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھ۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ مرتے وقت کوئی وزیر کوئی مشیر تیرا رہنما نہ ہوگا فقط تیرے اعمال تیرے کام آئیں گے۔ یہ سب سن کر ہارون الرشید پر رقت طاری ہوگئی۔ وزیر نے دیکھا تو بزرگ سے کہا کہ نرمی فرمائیں اس کے حال پر ترس کھائیں، دیکھیں ان کی حالت کیسی ہورہی ہے۔ بزرگ نے وزیر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تم اورتمہارے ساتھی دربار میں ایسے حالات بناتے ہو کہ یہ گناہ پر گناہ کرتا جاتا ہے کبھی تم لوگوں نے اسے کسی غیر شرعی فعل سے ٹوکا؟ تم ایسا کربھی کیسے سکتے ہوتمہیں تو تمہاری وزرات عزیز ہے۔

اس کے بعد صوفی بزرگ نے خلیفہ ہارون الرشید کونصیحت کرتے ہوئے کہا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنی مخلوق کے بارے میں باز برس کرے گا۔ اگر اپنے چہرے کو آگ سے بچانا چاہتے ہوتو بچالو۔ ہرگز دیر نہ کرو کل کسی نے کہا دیکھا۔ تیرے دل میں رعایا کے کسی فرد کے لئے بھی بے انصافی، کدورت یا بغض ہے تو فوراً اپنی اصلاح کرلے۔ اس نصیحت کے بعد خلیفہ ہارون الرشید کی زندگی یکسر بدل گئی۔

خلیفہ ہارون الرشید کا واقعہ ہم سب کے لئے حقیقی نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ خواہ کوئی ریاست یا صوبے کا سربراہ یا کسی وزارت کا امین یا تعلیمی وصنعتی، معاشی اور مذہبی و فلاحی ادارے کا منتظم یا کسی بھی ادارے میں کسی منصب پر فائز ہے اور اچھے اور برے فیصلے کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اس دوران دیکھنا چاہئے کہ میرٹ پر فیصلہ کیا ہے، کون زیادہ حقدار ہے۔

دراصل ہم آج اس معاشرے میں سانس لے رہے ہیں جہاں فلاحی اداروں سے امداد بھی سفارش کے بغیر نہیں ملتی۔ سرکاری تو کیا غیر سرکاری امداد بھی سفارش کے بغیر نہیں ملتی۔ نہ ہی حقدار کو ترقی ملتی ہے جبکہ اعلیٰ عہدوں اور وزارتوں پر براجمان لوگوں کا کیا کہنا، ان کی کارکردگی کے بارے میں کون آگاہ نہیں۔ صوفی بزرگ حضرت فضیل بن عیاضؒ کی خلیفہ ہارون الرشید کو کی گئی نصیحت آج ان سب کو آواز دے رہی ہے جو اپنے قلب کی بے چینی کومحسوس کرتے ہیں یا اس دولت سے محروم ہیں۔

مادہ پرستی کے باعث یورپ میں بھی نفسیاتی امراض تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ آج صرف مغرب میں ہی نہیں بلکہ ہمارے معاشرے میں بھی ذہنی امراض بڑھ رہی ہیں۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کے رزق میں تو اضافہ ہوا ہے مگر سکون میں کمی آرہی ہے۔ سائیکل والا موٹر سائیکل، موٹرسائیکل والا کار اور کار والا لگژری سواری کے چکر میں اپنا سکون تک غارت کرنے کو تیار ہے۔ کوئی تو اپنے وطن میں بینک اکاؤنٹ بھرنے پر بھی مطمئن

نہیں بلکہ سوئٹزر لینڈ کے بینکوں میں اکاؤنٹس پر بھی اسے سکون نہیں۔ شاید اس لئے کہ ہمارے عقیدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے رزق دینے کا وعدہ تو کیا ہے لیکن نجات کا نہیں۔

مولانا رومؒ ایک حکایت میں فرماتے ہیں کہ ایک گائے روزانہ جنگل میں جا کر خوب سیر ہوکر کھاتی ہے مگر رات بھر اس غم میں دبلی پتلی ہوجاتی ہے کہ صبح کو کچھ کھانے کو ملے گا بھی یا نہیں مگر اگلے دن کی فکر کرتے وقت یہ نہیں سوچتی کہ روزانہ اس کو کون رزق دے رہا ہے۔ انسان کا نفس ایسا ہی ہے جو کبھی مطمئن نہیں ہوتا۔ پس ہمیں اللہ رب العزت سے قناعت پسندی اختیار کرنے کی توفیق مانگنی چاہئے اور دین کی کامل اتباع طلب کرنی چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ . (النور:55)

”اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفاء اور تعمیل، اُمت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی اَمانتِ اِقتدار کا حق) عطا فرمائے گا“۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے ایمان پھر عمل صالح کو جانشینی کی بنیاد قرار دیا۔ پس ایمان کے ساتھ عمل پر محنت و ریاضت کرنی چاہئے باقی سب کچھ فنا ہوجانے والا ہے۔ سکون قلب کے لئے قناعت پسندی، کامل ایمان اور اعمال صالح سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ طمع و لالچ سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ اس ذات کے حضور عاجزی و انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور صبر وشکر کی نعمت طلب کرنی چاہئے۔ اس سے نہ صرف وہ عظیم ذات خوش ہوتی ہے بلکہ اپنی عنایات سے مزید نوازتی ہے۔

ہارون رشید کی بیوی زبیدہ خاتون بہت ہی دیندار اور صاحب علم وفضل خاتون تھی۔ ان کے محل میں ایک ہزار باندیاں چوبیس گھنٹے قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہتی تھیں۔ خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ خاتون ایک مرتبہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ آئیں۔ ان دنوں پانی کی قلت تھی اور حجاج کرام کو خاص طور پر بہت تکلیف تھی انہوں نے جب اہل مکہ اور حجاج کرام کو پانی کی دشواری اور مشکلات میں مبتلا دیکھا تو انہیں بہت رنج ہوا چنانچہ انہوں نے اپنے اخراجات سے ایک عظیم الشان نہر کھودنے کا حکم دے کر ایک فقید المثال کارنامہ سرانجام دیا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ نہر کی کھدائی کا منصوبہ بنانے کے لئے مختلف علاقوں سے ماہر انجینئر بلوائے گئے۔ انجینئرز کے منصوبے کے مطابق سرحد سے 35 کلومیٹر شمال مشرق میں وادی حنین سے نہر نکالنے کا پروگرام بنایا گیا۔ اس عظیم منصوبے پر سترہ لاکھ دینار خرچ ہوئے۔ جب نہر زبیدہ کی منصوبہ بندی شروع ہوئی تو اس منصوبہ کا منتظم انجینئر آیا اور کہنے لگا آپ نے جس کا حکم دیا ہے اس کے لئے خاصے اخراجات

درکار ہیں کیونکہ اس کی تکمیل کے لئے بڑے بڑے پہاڑوں کو کاٹنا پڑے گا، نشیب و فراز کی مشکلات سے نمٹنا پڑے گا اور سینکڑوں مزدوروں کو دن رات محنت کرنا پڑے گی تب کہیں جا کر منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ یہ سن کر زبیدہ نے انجینئر سے کہا: اس کام کو شروع کرو خواہ کلہاڑے کی ایک ضرب پر ایک دینار خرچ آتا ہو اس طرح جب نہر کا منصوبہ تکمیل کو پہنچ گیا تو منتظمین اور نگران حضرات نے اخراجات کی تفصیلات ملکہ کی خدمت میں پیش کیں۔ اس وقت ملکہ دریائے دجلہ کے کنارے واقع اپنے محل میں تھیں۔ ملکہ نے وہ تمام کاغذات لئے اور انہیں کھولے بغیر دریا برد کر دیا اور کہنے لگیں: الٰہی ! میں نے دنیا میں کوئی حساب نہیں لینا تو بھی مجھ سے قیامت کے دن حساب نہ لینا۔ (البدایہ والنہایہ)

مزید یہ کہ ہارون الرشید کی بیوی صاحب بصیرت اور حکمت والی خاتون تھیں۔ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید اور اس کی بیوی دونوں دریا کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے۔ ایک فقیر جن کا نام بہلول دانا تھا وہ دریا کے کنارے ریت کے گھر بنا رہا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ خاتون نے پوچھا: بابا کیا بنا رہے ہو؟ تو بہلول دانا نے جواب دیا کہ میں جنت میں گھر بنا رہا ہوں۔ زبیدہ خاتون نے پوچھا بابا کیا بیچتے ہو؟ صوفی بزرگ نے کہا ہاں بیچتا ہوں پوچھا بابا کتنے میں بیچتے ہو فرمایا: ایک درہم میں بیچتا ہوں۔ اس سودے پر ہارون الرشید نے زبیدہ خاتون کا مذاق اڑایا کہ جنت میں گھر خرید رہی ہے وہ بھی ایک فقیر سے لیکن زبیدہ خاتون نے خلیفہ ہارون الرشید کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ رات کو جب ہارون الرشید سویا تو اس نے خواب دیکھا کہ جنت میں ایک محل ہے جس پر لکھا ہوا ہے زبیدہ خاتون۔

خلیفہ ہارون الرشید نے اپنی بیوی کا محل سمجھ کر اندر جانا چاہا تو درباریوں نے ان کو روک کر کہا جنت میں جس کا گھر ہوتا ہے کوئی بھی اس کی اجازت کے بغیر اس کے محل میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لہذا آپ زبیدہ خاتون کی اجازت کے بغیر اس کے اندر نہیں جا سکتے۔ اس پر ہارون الرشید کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بڑا پریشان ہوا۔ اگلے روز اس نے زبیدہ خاتون سے کہا آؤ ہم دریا کے کنارے چلتے ہیں۔ جب وہ دریا کے کنارے پہنچے تو بہلول دانا ریت کے گھر بنا رہا تھا اب خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا: بابا کیا بنا رہے ہو؟ فرمایا جنت میں گھر بنا رہا ہوں پوچھا بیچتے ہو فرمایا ہاں بیچتا ہوں عرض کیا بابا کتنے کا بیچتے ہو؟ فرمایا: 10 دینار کا عرض کیا بابا اتنا مہنگا۔ کل تو آپ نے ایک درہم کا بیچا تھا۔ آج 10 کا بیچ رہے ہیں۔ فرمایا: کل کے خریدار نے بن دیکھے سودا کیا تھا لیکن آج کے خریدار دیکھ کر آئے ہیں۔ اس واقعہ سے ایک پیغام یہ بھی ملتا ہے کہ پاکیزہ عورتوں کے لئے پاکیزہ مرد ہوتے ہیں۔ زبیدہ خاتون کیونکہ نیک سیرت اور صالح خاتون تھیں تو انکی زوج کو بھی پاکیزہ اور زہد عطا فرمایا۔ اگر کچھ کمی بیشی تھی تو ان کی صحبت و سنگت سے پوری فرما دی۔

﴿عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے وظیفہ﴾

گھریلو پریشانی، دشمن کے حملے کا خوف، کاروباری نقصان کا اندیشہ اور عزت و ناموس کو خطرہ ہو تو اس کی حفاظت کے لئے مندرجہ ذیل وظیفہ نہایت مفید و مؤثر ہے:

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ﴿وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ○﴾ (الانبیاء، ۲۱: ۸۳۔۸۴)

- دونوں آیات دس بار پڑھیں پھر گیارھویں مرتبہ ایک تسبیح (۱۰۰ مرتبہ) درج ذیل آیت کی کریں:

رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ○

جب تسبیح ختم ہو جائے تو پھر اول تا آخر دونوں آیتیں مکمل پڑھیں۔

- اس وظیفہ کو ۷ دن، ۱۱ دن، یا ۴۰ دن تک جاری رکھیں۔

دشمنوں کے شر سے حفاظت کا وظیفہ

جب دشمن کے نقصان پہنچانے کا اور حاسدوں کے شر کا، جان و مال اور عزت و آبرو کو خطرہ لاحق ہو تو درج ذیل وظیفہ پڑھیں:

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ○ (یوسف، ۱۲: ۶۴)

- یہ وظیفہ ۱۰۰ بار پڑھیں اور اول و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں، ان شاء اللہ اس وظیفہ کی برکت سے دشمن اپنے عزائم میں ناکام ہو جائے گا، سازشیں دم توڑ جائیں گی اور اللہ کی طرف سے مدد و نصرت حاصل ہو گی۔
- یہ وظیفہ سفر میں حفاظت کے لئے مفید ہے۔
- اس وظیفہ کو ۴۰ دن تک یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

گلدستہ

مرتّبہ: ملکہ صبا

نظم

صدف بند تھے عرب کے جوانان تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروسِ زمینِ شام

اک نوجوانِ صورتِ سیماب مضطرب
آکر ہوا امیر عساکر سے ہمکلام

اے ابوعبیدہ رخصت پیکار دے مجھے
لبریز ہوگیا مرے صبرو سکوں کا جام

بے تاب ہورہا ہوں فراق رسولؐ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

بولا امیر فوج کہ وہ نوجوان ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام

پوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام!

پہنچے جو بارگاہ رسول امیںؐ میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از اسلام

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضورؐ نے

(کلیات اقبال، بانگ درا)

اقوال زریں

۱۔ جو شخص حصول تعلیم پر ایک گھنٹہ کی ذلت برداشت نہیں کرسکتا وہ ہمیشہ کی ذلت میں پڑا رہتا ہے۔ (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ)

۲۔ حق کا پرستار کبھی ذلیل نہیں ہوتا چاہے سارا زمانہ اس کے خلاف ہوجائے۔ (حضرت عائشہ صدیقہؓ)

۳۔ جو کوئی 5 وقت نماز پڑھتا ہے وہ رب العزت کی حفاظت میں ہے اور جس کی حفاظت خود رب العزت کرتا ہے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

۴۔ جو آدمی زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب کم ہوجاتا ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

۵۔ دوست کو دولت کی نگاہ سے مت دیکھو، وفا کرنے والے دوست اکثر غریب ہوتے ہیں۔ (حضرت علی المرتضیٰؓ)

۶۔ برے دوستوں سے بچو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارا تعارف بن جائیں۔ (حضرت امام مالکؒ)

۷۔ عرش والے کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے۔ (حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ)

۸۔ خوش رہنا چاہتے ہوتو دوسروں کو خوش رکھو۔ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

۹۔ جو دکھ دے اسے چھوڑ دو مگر جسے چھوڑ دو اسے دکھ نہ دو۔ (حضرت شیخ سعدیؒ)

پھلوں اور سبزیوں کے فائدے

پھل اور سبزیاں انسان کے لئے قدرت کا ایک انمول تحفہ ہیں۔ ہر پھل اور سبزی انسانی جسم کے لئے ایک قدرتی افادیت رکھتی ہے۔

۱۔ امرود: کھانے سے نزلہ، کھانسی، قوت ہاضمہ، پیٹ کے کیڑے، منہ کے چھالے اور کولیسٹرول کم ہوتا ہے۔

۲۔ آم: کھانے سے جلد چمک دار ہوتی ہے اور بینائی تیز ہوتی ہے۔

۳۔ اناناس: آنتوں اور گردوں کے مسائل سے بچاتا ہے۔

۴۔ تربوز: پانی کی کمی کو دور کرتا ہے اور جلد کو تروتازہ رکھتا ہے۔

۵۔ اسٹرابری: سے قوت مدافعت بحال ہوتی ہے اور انسان نزلہ زکام سے بچا رہتا ہے اس کے علاوہ یہ پھل چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔

۶۔ پپیتہ: جسم کو طاقت دیتا ہے اور وزن گھٹاتا ہے۔ قوت مدافعت بڑھاتا ہے، دل کو مضبوط کرتا ہے اور آنکھوں کو موتیا سے بچاتا ہے۔

۷۔ چکوترہ: جلدی انفیکشن اور کینسر سے بچاتا ہے۔

۸۔ سیب: دل کی حفاظت کرتا ہے اور قبض نہیں ہونے دیتا۔

۹۔ گاجر: آنکھوں کی بینائی بہتر کرتی ہے اور کینسر سے بچاتی ہے۔

۱۰۔ انگور: گردے کی پتھری نہیں ہونے دیتا۔

۱۱۔ آڑو: ہارٹ اٹیک ہونے سے بچاتا ہے۔

۱۲۔ پیاز: بلڈ پریشر کو کنٹرول کرتا ہے اور پھیپھڑوں کی صحت برقرار رکھتا ہے۔

۱۳۔ لہسن: کولیسٹرول کو کم کرتا ہے اور کینسر سے بچاتا ہے۔

۱۴۔ ادرک: بدہضمی کو دور کرتا ہے پسینہ نکالتا ہے اور بلغم ختم کرتا ہے۔

۱۵۔ شکر قندی: آنتوں میں رکے ہوئے غیر ضروری مادوں کو خارج کرنے میں مدد کرتی ہے اور بینائی تیز کرتی ہے۔

۱۶۔ کھیرا: وزن کم کرنے میں مدد دیتا اور حسن بڑھاتا ہے۔

۱۷۔ لیموں: کھانے سے جلد تروتازہ رہتی ہے اور ہاضمہ ٹھیک رہتا ہے۔

۱۸۔ پالک، مولی اور مٹر: سے ڈپریشن میں کمی آتی ہے اور خون صاف ہوتا ہے۔

(انتخاب: شازیہ۔ شعبہ سیکیورٹی)

پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

محافل میلاد النبی ﷺ

رپورٹ: افنان بابر۔ مرکزی ناظمہ دعوت

منہاج القرآن ویمن لیگ نظامت دعوت کے زیر اہتمام ہر سال کی طرح امسال بھی ماہ ربیع الاول میں میلاد مہم کا انعقاد کیا گیا۔ جس کے تحت پورے پاکستان میں محافل میلاد النبی ﷺ کو مکمل تزک و احتشام کے ساتھ منعقد کیا گیا۔ جس میں مرکزی ویمن لیگ سے محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ قرۃ العین ظہور اور سینئر بہنوں میں سے محترمہ نرید فاطمہ، محترمہ زارا ملک نے بطور مقررہ اپنی خدمات سرانجام دیں۔ علاوہ ازیں منہاج گرلز کالج، منہاج نعت کونسل گوجرانوالہ اور لاہور نعت کونسلز نے بھرپور تعاون کیا۔

منہاج القرآن ویمن لیگ نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہدایات کے مطابق امسال ملک بھر میں تقریباً 1500 محافل میلاد کا اہتمام کیا۔ ان محافل کا بنیادی مقصد آقا کریم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق محبت اور نسبت تعظیم کو اجاگر کرنا اور بالخصوص پاکستان کے موجودہ حالات کے پیش نظر حضور ﷺ کی تعلیمات رواداری و برداشت اور پیغام امن ومحبت کا فروغ تھا۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتلوں کو معاف نہیں کرینگے، ڈاکٹر طاہرالقادری کا احتجاجی مظاہرے سے خطاب

مورخہ 17 جنوری کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کو انصاف نہ ملنے پر لاہور پریس کلب کے باہر پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے احتجاجی مظاہرے سے ویڈیو لنک کے ذریعے خطاب کرتے ہوئے پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہرالقادری نے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داروں کے تختہ دار پر لٹکنے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ حکمرانوں کا کوئی ہتھکنڈہ ہمیں انصاف کی راہ سے نہیں ہٹا سکتا۔ حکمرانوں کے دہشت گردوں سے رابطے ہیں، فوجی عدالتوں کو ناکام بنانے کیلئے سازشیں شروع ہو چکی ہیں، اس جنگ میں فوج کے بعد صرف عوامی تحریک پوری جرات کے ساتھ آواز اٹھا رہی ہے، اس پارلیمنٹ کو تو دہشت گردی کے

خلاف جنگ کو اپنی جنگ قرار دینے کی بھی توفیق نہیں ہوسکی، قاتلوں کی بنائی جے آئی ٹی نہ پہلے قبول تھی نہ آئندہ قبول کریں گے۔ 14 بے گناہوں کے خون سے بے وفائی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، سانحہ ماڈل ٹاؤن دہشتگردی کا کیس بھی فوجی عدالتوں میں چلایا جائے۔

مظاہرین سے مرکزی صدر عوامی تحریک ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، صوبائی صدر بشارت جسپال، مجلس وحدت المسلمین کے رہنماء علامہ سید حسن رضا نقوی، قاضی فیض الاسلام، ساجد بھٹی، راضیہ نوید، علامہ فرحت حسین شاہ، احمد نواز انجم، شعیب طاہر، عرفان یوسف و راجہ ندیم نے بھی خطاب کیا۔ کارکنان کی ایک بڑی تعداد نے بینرز اور کتبے اٹھا کر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے لواحقین کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا۔ احتجاجی مظاہرہ میں خواتین کارکنان اور بچوں کی ایک بڑی تعداد بھی شریک تھی۔ شرکاء ''ن لیگ خون لیگ''، ''خون رنگ لائے گا انقلاب آئے گا''، ''جعلی جے آئی ٹی نامنظور''، ''ظالموں جواب دو خون کا حساب دو'' کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔

تحریک منہاج القرآن کے تحت توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف احتجاجی ریلی

تمام اسلامی ممالک انبیاء کرام کی توہین کو جرم قرار دلوانے کیلئے اقوام متحدہ سے قانون سازی کا مطالبہ کریں۔ اقوام متحدہ قانون سازی سے انکار کرے تو تمام اسلامی ممالک احتجاجاً اقوام متحدہ کی رکنیت چھوڑ دیں۔

لاہور (16 جنوری 2015) پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے تحت مرکزی سیکرٹریٹ ''جامع المنہاج ماڈل ٹاؤن'' سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ ریلی کے شرکاء نے مطالبہ کیا کہ تمام اسلامی ممالک انبیاء کرام کی توہین کو جرم قرار دلوانے کیلئے اقوام متحدہ سے قانون سازی کا مطالبہ کریں اور اگر اقوام متحدہ قانون سازی سے انکار کرے تو تمام اسلامی ممالک احتجاجاً اقوام متحدہ کی رکنیت چھوڑ دیں۔ نماز جمعہ کے بعد نکالی گئی پرامن احتجاجی ریلی میں پاکستان عوامی تحریک، تحریک منہاج القرآن کے مرکزی، صوبائی اور ضلعی قائدین کے علاوہ جوانوں، بزرگوں اور بچوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ریلی میں شریک قائدین نے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان سے خطابات کئے اور توہین آمیز خاکوں کی پر زور مذمت کی۔ ریلی کی قیادت تحریک منہاج القرآن کے مرکزی امیر صاحبزادہ مسکین فیض الرحمان درانی، قائمقام ناظم اعلیٰ جی ایم ملک اور مرکزی صدر عوامی تحریک ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کر رہے تھے۔

پرامن ریلی کے شرکاء نے اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نام کے کتبے اٹھا رکھے تھے۔ ریلی میں شریک سینکڑوں افراد نے محسن انسانیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھ کر پوری دنیا کو ان سے وفاداری کا پیغام دیا۔ شرکاء ریلی نے امت مسلمہ کے حکمرانوں اور او آئی سی کی بے حسی کی بھرپور مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ عالمی ادارے یو این اور دیگر مؤثر ممالک اس مذموم عمل کو مستقل ختم کرنے کیلئے پہلے سے موجود قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔

احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے قائمقام ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن جی ایم ملک نے کہا کہ دنیا کا کوئی مذہب انبیاء کرام، الہامی کتب اور مقدس ہستیوں کی توہین کی اجازت نہیں دیتا، لہٰذا ایسے گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی ناپاک جسارت کرنے والے تمام لوگوں کو عالمی سطح پر دہشت گردی کو فروغ دینے کے جرم میں فوری گرفتار کر کے مقدمہ چلایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی امن سے کھیلنے والے ملعونوں سے عالمی قوانین کے مطابق نبٹا جائے۔

مرکزی صدر عوامی تحریک ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلمان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی تکریم کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں اور دوسروں سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ مقدس ہستیوں کے احترام کے قوانین پر سختی سے عمل درآمد کروایا جائے۔ امت مسلمہ کے حکمرانوں کو متحد ہو کر اجتماعی فیصلے کرنا ہونگے۔ محض بیانات دینے کی بجائے احترام مذاہب اور ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کیلئے قومی پالیسی وضع کی جائے۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر پوری دنیا کو افسوس کرنا چاہیے، بالخصوص اہل کتاب کیلئے یہ واقعہ انتہائی شرمندگی اور ندامت کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کہ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے عمل سے بین المذاہب رواداری کیلئے کی جانیوالی کوششوں کو دھچکا لگا ہے۔

مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی نے شرکاء ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ فرانس کی حکومت اس توہین آمیز رویے کا فوری نوٹس لے جس سے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں اور انکے بنیادی حقوق کی پامالی ہوئی ہے۔ ایسا واقعہ اقوام عالم، انسانی تہذیب، مذہبی رواداری اور گلوبل ولیج کی مشترکہ تہذیب کیلئے ذلت و رسوائی کا مقام ہے۔

ڈنمارک: منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرانتظام میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس

17 جنوری 2015 بروز ہفتہ ویمن لیگ وسسٹر لیگ منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس کا انعقاد کیا۔ یہ پروگرام ایک ٹیم ورک کا نمونہ تھا جو منہاج القرآن ڈنمارک کی ویمن وسسٹرلیگ نے پیش کیا جسے خواتین نے بہت سراہا۔اس پروگرام میں قرات کی سعادت منہاج القرآن ڈنمارک کی طالبہ آنسہ میمونہ سراج نے حاصل کی، حمد باری تعالیٰ سسٹر لیگ کی آنسہ ہاجرہ شاہ نے پیش کی، گلدستہ عقیدت ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محترمہ کوکب اُپل، محترمہ نگینہ عمر کے علاوہ تینوں منہاج القرآن کے سنٹرز کی یوتھ نے دف کے ساتھ بڑے مسحور کن انداز میں پیش کئے۔ منہاج القرآن ڈنمارک سنٹر آما کی نائب صدر آنسہ سدرہ سعید نے بڑے خوبصورت انداز میں مقامی زبان ڈینش میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مرکزی سنٹر کوپن ہیگن کی سسٹر لیگ کی نائب صدر حمیرا فاطمہ مرزا نے اردو زبان میں خطاب کیا۔

خواتین کے مابین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ سے تعلق قائم کرنے کے لئے ذہنی آزمائش کا مقابلہ کروایا گیا اور درست جوابات دینے پر خواتین میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ جس میں خواتین نے کافی دلچسپی کا اظہار کیا اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کانفرنس کا اہم حصہ یعنی پیغام عشق ومحبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و پیغام تعلق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیغام منہاج القرآن اپنے منفرد انداز میں یورپین کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل سے ویمن وسسٹر لیگ کی کوآرڈینیٹر محترمہ سمیرا فیصل صاحبہ نے اپنے ایمان افروز خطاب میں دیا، انہوں نے کہا کہ آج کے پرفتن دور کو دیکھیں اور اسلام کو دیکھیں کہ وہ ہم سے کیا تقاضا کر رہا ہے اور بحیثیت مسلمان ہمارا اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیسا تعلق ہونا چاہیے اور تعلق کو قائم کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض آج پہلے سے بھی زیادہ جاری ہے ہم اس فیض کو لینے والے کس طرح بن سکتے ہیں؟ ماہ ربیع الاول میں ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق ومحبت کا اعادہ کر سکتے ہیں جس طرح اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وقت یاد رکھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا رہتا ہے ہم پر بھی لازم ہے کہ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وقت یاد رکھیں ان سے اپنا تعلق قائم رکھیں۔

سلام عقیدت منہاج یوتھ سسٹرز و ویمن لیگ نے پیش کیا اور منہاج القرآن ڈنمارک کی ویمن لیگ کی

صدر محترمہ کنول بٹ صاحبہ نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ میلاد کانفرنس کی نقابت کے فرائض محترمہ ڈاکٹر شبانہ احمد نے احسن انداز میں سرانجام دیئے۔ دعائے خیر محترمہ ناہید سراج صاحبہ نے کرائی۔ پروگرام کے اختتام پر ضیافت میلاد سے مہمانوں کی خاطر تواضع کی گئی۔

سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ منہاج کالج برائے خواتین ٹاؤن شپ لاہور

منہاج کالج برائے خواتین میں ہر سال کی طرح امسال بھی بزم منہاج اور اسلامک سوسائٹی کے زیر اہتمام ۳۱ جنوری ۲۰۱۵ کو کالج کے مصطفوی ہال میں سالانہ محفل میلاد ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کے انتظامات کے لیئے بنائی گئی مختلف کمیٹیوں کی انچارج مس ام حبیبہ اور مس فوزیہ تھیں۔

کالج اور ہال کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ہر طرف رنگ و نور کا سماں تھا۔ محفل کا آغاز قران پاک کی با برکت تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں طالبات نے اردو، عربی اور انگلش زبان میں آقا ﷺ پر گلہائے عقیدت پیش کئے۔نعت خوانوں میں عمارہ خلیل، عروسہ انور، مہ جبین، مہوش شہزادی، نورین فاطمہ، زاہدہ تبسم، سمیہ اسلام، ثناء غضنفر، حفصہ خان اور ہادیہ ثاقب ہاشمی شامل تھیں۔

پروگرام کی مہمان خصوصی محترمہ فضہ حسین قادری تھیں۔دیگر مہان گرامی مین محترمہ راضیہ نوید (صدر مرکزی ویمن لیگ)، محترم فرح ناز، محترمہ فریدہ سجاد اور مسز صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی شامل تھیں۔ دوران محفل سامعین پر وجد کی کیفیت طاری رہی۔اور ہال درود و سلام سے گونجتا رہا۔ کالج ہٰذا کی پرنسپل ڈاکٹر ثمر فاطمہ نے شرکاء سے اظہار خیال کرتے ہوئے آقا ﷺ کے اسوہ حسنہ پر بچوں کی پرورش کی اہمیت بیان کی۔

محترمہ فضہ حسین قادری نے محفل میلاد کے انعقاد پر انتظامیہ اور طالبات کو مبارکباد پیش کی اور نوجوان نسل میں محبت رسول ﷺ کی اہمیت پر خوبصورت انداز میں روشنی ڈالی۔محفل کا اختتام محترمہ فرح ناز کی پرسوز دعا سے ہوا۔ محفل کے منتظمین میں مس ام حبیبہ، مس جویریہ حسن، مس کلثوم طارق، مس شازیہ بٹ اور مس ندا صدیقہ شامل تھیں۔

Toward peace co-existence سیمینار

موررخہ 9 فروری 2015 کو منہاج القرآن ویمن لیگ کا وفد مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید کے ساتھ کرسچن سٹڈی سینٹر اسلام آباد میں منعقدہ Toward peace co-existence سیمینار میں پہنچا۔ جس میں ڈائریکٹر انٹر فیتھ ریلیشنز محترم سہیل احمد رضا، دخترانِ اسلام سے محترمہ ملکہ صبا، ٹاؤن کوآرڈینیٹر ویمن لیگ محترمہ عائشہ مبشر نے مرکز کی طرف سے جبکہ اسلام آباد اور راولپنڈی سے تحصیلی تنظیمات نے خصوصی شرکت کی۔

10 فروری 2015ء کو 9:00am بجے کانفرنس کی اگلی نشست کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلامِ پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت محترمہ عائشہ مبشر نے حاصل کی ۔ علاوہ ازیں محترمہ ملکہ صبا نے گلہائے عقیدت آقا ﷺ کی بارہ گاہ میں پیش کی ۔ اس نشست میں بھی دو لیکچرز کا انعقاد گیا گیا جس میں مسٹر یعقوب نے مسیحیت میں Non-voilace کی فکر پر اور محترمہ راضیہ نوید نے صوفی ازم میں ماضی وحال میں امن کے لئے جد وجہد پر سیر حاصل گفتگو کی ۔ انہوں نے کہا کہ صوفی ازم آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی حیاتِ مبارکہ سے ہی وجود میں آ گیا تھا۔ یہ کوئی نئی اختراع نہیں ہے یہ لوگ اللہ رب العزت کی رضا کے حصول کے لئے تمام حلال اشیاء کو بھی اپنے اوپر حرام کردیتے ہیں اور ہمہ وقت مخلوق خدا میں امن ومحبت ، تحمل وبرداشت کے فروغ کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

انہوں نے مزید کہا کہ صوفی وہ ہے جو خلق خدا کے لئے سورج کی طرح شفیق ، دریا کی طرح سخی اور زمین کی طرح تواضع ہو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح سورج کی روشنی اور حرارت کسی ایک قوم ، مذہب اور خطے کے لئے محدود نہیں ہوتی مسلمان، عیسائی ، یہودی ، ہندو اور سکھ غرضیکہ ہر مذہب وملت کے لوگ اس سے مستفید ہوتے ہیں۔اسی طرح صوفی اور درویش وہ ہے جو ساری مخلوق کے لئے نفع رساں ہو جو اپنے علم وفضل ، نورِ ہدایت ، شفقت ومہربانی اور خدا کی عنایت میں دوسرں کو بھی شریک کرے ۔درویش کے دریا کی طرح سخی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دریا اور پانی کسی قوم اور مذہب وملت کے لئے مخصوص نہیں کرتا۔ ہر کوئی اپنا برتن اس سے بھر سکتا ہے ۔اسی طرح درویش کی خدمت میں جو بھی آئے وہ فیض رسانی میں بخل سے کام نہیں لیتا اور ہر کوئی اپنے ظرف کے مطابق اپنا حصہ لے سکتا ہے۔ زمین بھی ہر ایک کے آگے بچھی رہتی ہے اس سے جس طرح کوئی فائدہ اٹھانا چاہے وہ انکار نہیں کرتی۔ اس پر کوئی سبک خرام ہو یا ایڑی مار کر چلے ۔ ہر دھرتی اس کیلئے فرش راہ ہوتی ہے ۔

محترمہ راضیہ نوید نے کہا کہ : آج کے دور میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری بھی صوفیت کے اسی تصور کو لیکر امن ومحبت وبھائی چارگی کی فضا قائم کرنے کیلئے مصروف عمل ہیں جہاں ہر کوئی خوشحال وپُرسکون زندگی بسر کر سکے ۔اپنی تقریر کے اختتام پر پیغام دیتے ہوئے کہا : چاہیے ہمارا تعلق جس بھی مذہب سے ہو۔ یا جس بھی مسلک سے ہو سب کو اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے صوفیت کی طرف لوٹنا ہوگا اور اپنے فکر وعمل میں محبت ،امن ورواداری ، اخلاص ، ہمدردی ، برداشت اور تعاون پیدا کرنا ہوگا تاکہ اس دنیا کو امن ومحبت کا گہوارہ بنایا جاسکے۔

پروگرام کے اختتام پر محترم سہیل رضا (ڈائریکٹر انٹر فیتھ ریلیشنز) نے اس عظیم الشان کانفرنس پر مبارک باد دیتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ صوفی ازم ہی ہماری اصل اساس ہے۔ ہم ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی اس ملک وقوم کو امن کا گہوارہ بنانے میں کامیاب ہوسکیں گے۔ کیونکہ شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

محترم سہیل رضا نے اس موقع پر کرسچن سٹڈی سینٹر کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتب کا سیٹ تحفتاً لائبریری کیلئے Donate کیا جبکہ منہاج القراان ویمن لیگ نے صوفیت پر لکھی گئی کتب کا بک سٹال لگایا

تاکہ شرکاء کانفرنس اسلام میں صوفی ازم کی تعلیمات سے مستفید ہوسکیں۔ بعد ازاں کرسچن ٹریننگ سنٹر پہنچے، جہاں نہایت ہی دلکش لائبریری و کلاس روم کا وزٹ کیا۔ طالبات سے محترمہ راضیہ نوید مرکزی ناظمہ نے دوران تواضع نہایت مفید گفتگو کی۔ واپسی پر محترم سہیل رضا نے کرسچن ٹریننگ سینٹر لائبریری کیلئے بھی شیخ الاسلام کی کتب کا تحفہ دیا اور اس سینٹر کی ٹیچر محترمہ لبنٰی نے بھی مسیحی کتب کا اردو ترجمہ منہاج القرآن وفد کی خدمت میں پیش کیا۔

میلادِ مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ

مورخہ 25 جنوری 2015 کومنہاج القرآن ویمن لیگ گوجرانوالہ کے زیرِ اہتمام pp94 میں عظیم الشان سالانہ محفل میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔جس میں علاقہ بھر سے تقریباً 1500 خواتین و طالبات نے شرکت کی۔

محفل کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ محترمہ زینب گورائیہ نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ محترمہ نور صفیہ (ناظمہ پی پی 94) نے نہایت احسن انداز میں محفل کو آرگنائز کیا۔ منہاج نعت کونسل نے بڑے خوبصورت اور والہانہ انداز میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت نچھاور کئے۔ محترمہ گلشن ارشاد (مرکزی ناظمہ تربیت) نے "حضور ﷺ نبیء رحمت و امن" کے عنوان پر انتہائی مدلل اور خوبصورت انداز میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کے رحمت و شفقت کے پہلو کو بیان کیا اور بتایا کہ رب کائنات نے اپنے محبوب کو سراپا رحمت و شفقت بنایا آپ سراپا امن و محبت تھے حضور کی ذات اقدس سے انسان تو دور کبھی کسی جانور کو بھی تکلیف نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے معاشرے کو امن و محبت کا گہوارا بنایا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے تعلقِ وفا پر گفتگو کی اور پیغام دیتے ہوئے کہا کہ بدقسمتی سے آج امتِ مسلمہ حضور ﷺ سے اپنے دعوئ محبت و عشق کو اتباع و وفا کا عملی جامہ نہیں پہنا سکی۔ آج امتِ مسلمہ کی مشکلات کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے ۔حضور ﷺ سے محبت، وفا کی متقاضی ہے اور آج اگر امتِ مسلمہ اپنا کھویا ہوا مقام واپس حاصل کرنا چاہتی ہے تو حضور ﷺ سے محبت کو وفا تک لے کر جانا ہوگا۔اور اصلاح معاشرہ کے لئے عملی خدمات سرانجام دینا ہوگی۔ محفل کا اختتام محترمہ گلشن ارشاد کی دعا پر ہوا۔

تحریک منہاج القرآن ملتان ڈویژن کی میٹنگ

مورخہ 12 فروری 2015ء کو ملتان ڈویژن کی تمام تحصیلات کی میٹنگ ملتان شہر میں منعقد ہوئی جس میں ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض کی قیادت میں مرکزی وفد نے شرکت کی۔ جس میں منہاج القرآن کی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید، مرکزی ناظمہ دعوت محترمہ افنان بابر شامل تھیں۔ اس میٹنگ کا بنیادی مقصد 22 فروری 2015ء کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے ملتان میں انعقاد پذیر احتجاج کے ٹارگٹ تقسیم کرنا اور انتظامی کمیٹیاں

تشکیل دینا تھا۔ اس موقع پر محترم شیخ زاہد فیاض نے کارکنان سے گفتگو کرتے ہوئے قائد محترم کی صحت کے حوالے سے آگاہ کیا اور بتایا کہ ان شاء اللہ قائد انقلاب بہت جلد انقلابی جدوجہد کو آگے بڑھانے کے لئے ہمارے درمیان موجود ہوں گے مگر ہم نے اپنی جدوجہد کو ترک کرنے کے بجائے جاری رکھنا ہے تا کہ 70 دنوں کے دھرنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے نتائج کو سمیٹا جاسکے۔

مرکزی ناظمہ ویمن لیگ محترمہ راضیہ نوید نے دھرنے میں خواتین کی جانب سے دی جانے والی قربانیوں کو سراہتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ خواتین کے کردار کے بغیر کوئی بھی جماعت اپنے مقاصد میں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔ لہذا خواتین کے کردار کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ایک الگ پلیٹ فارم قائم کیا تا کہ خواتین بھرپور انداز میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرسکیں اور معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کرسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن ہو یا 70 دنوں کا انقلابی دھرنا خواتین کسی بھی حوالے سے مردوں سے پیچھے نہیں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی ہمیں سیدہ زینب سلام اللہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دربار یزید میں للکار بننا ہوگا اور پیغام حق کو گھر گھر پہنچا کر مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع کرنے کے لئے جدوجہد کرنا ہوگا۔

نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے زیراہتمام ورکشاپ

نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے زیرانتظام لاہور میں خواتین کے سیاسی حقوق سے آگہی کے لئے ورکشاپ اور ڈسکشن فورم کا اہتمام کیا گیا۔ سابقہ MNA محترمہ مہناز رفیع آرگنائزر اور سابق صدر رفیق تارڑ چیف گیسٹ تھے۔ پاکستان کی تقریباً تمام سیاسی جماعتوں کے ویمن ونگ کی خواتین کی نمائندگی تھی۔ پاکستان عوامی تحریک ویمن ونگ کی نمائندگی کرتے ہوئے محترمہ گلشن ارشاد، محترمہ افنان بابر اور محترمہ زینب ارشد نے شرکت کی۔ محترمہ جسٹس ناصرہ جاوید اقبال، محترم ایس ایم ظفر، مرکزی صدر پاکستان عوامی تحریک محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی بھی شریک تھے۔

محترمہ گلشن ارشاد نے ڈسکشن میں حصہ لیتے ہوئے ڈاکٹر طاہرالقادری کے سیاسی شعور کے فروغ کے لئے کی جانے والی کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی عوام کے سیاسی و آئینی حقوق کی آگہی کے لئے جس طرح ڈاکٹر طاہرالقادری نے خدمات سرانجام دیں اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خواتین کو ہر موقع پر اپنی رائے کا موقع دیا۔ محترمہ افنان بابر نے کہا کہ پاکستان میں خواتین کے حقوق کے لئے ہمیں تمام اختلافات بھلا کر اور ذاتی مفادات کو پس پشت رکھتے ہوئے مل کر چلنا ہوگا۔ محترمہ زینب ارشد نے کہا کہ پاکستان عوامی تحریک کی خواتین قومی مفاد کے لئے کبھی بھی پیچھے نہیں رہیں۔ اب قومی تقاضا ہے کہ ہم سیاسی و آئینی شعور کی بیداری و فروغ کے لئے ایسی نشستیں جاری رکھیں۔

جگر گوشۂ شیخ الاسلام محترمہ فضہ حسین قادری منہاج کالج برائے خواتین (لاہور)
میں منعقدہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر طالبات سے خطاب کرتے ہوئے

کتھولک کیتھڈرل چرچ میں محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ اور امن دعائیہ تقریب کی تصویری جھلکیاں

ملتان: ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض اور مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید اور محترمہ افنان بابر تنظیمی وزٹ کے دوران خطاب کرتے ہوئے

گوجرانوالہ میں منعقدہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کے اجتماع سے ناظمہ تربیت محترمہ گلشن ارشاد خطاب کرتے ہوئے

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
LAHORE

Regd CPL No.45

MINHAJ GRAMMER SCHOOL
MGS
Prosperity through Balance of Mind & Spirit

ADMISSIONS OPEN

6th to 10th

Minhaj Grammar School
(Girls Campus)

English/Urdu Medium

- Trained Staff
- Creative Development
- Learning Environment
- Hostel Facility
- Playground
- Free Study Period
- Computer Lab
- Science Lab
- Library
- Generator Facility
- Mineral Water Plant
- Security Guards
- CCTV Cameras

تحفیظ القرآن انسٹیٹیوٹ

- بہترین قراء کی زیرنگرانی
- تجوید وقرأت مع سکول کی تعلیم
- اخلاقی وروحانی تربیت
- حلقۂ درود کا اہتمام
- آڈیو وویڈیو لیکچرز
- نعت وتقریر کی خصوصی کلاسز

Civic Center Township (Baghdad Town) Lahore.
042-35122025, 0333-4169911
www.minhaj.edu.pk, E-mail: minhajmodelgs@gmail.com